REGD. N: P-67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۵

شمارہ ۳۴

35

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۷/ روپے
ششماہی ۴/- "
ممالک غیر ۸/- "

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

یکم تبوک ۱۳۴۵ھش	۱۵ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ	یکم ستمبر ۱۹۶۶ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۳۰ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۱۵ اگست کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۳۰ اگست محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ۔

نسلی امتیاز اور عدم مساوات کو صرف اسلام ہی دور کر سکتا ہے

از مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر

(۱)

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر اوتھان نے اٹھارہ ملکوں کی کونسل آف یورپ کی مشاورتی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا:-

"نسلی امتیاز اور امیر و غریب کا فرق تیسری جنگ عظیم کا موجب بن سکتے ہیں"۔ آپ نے کہا کہ اس وقت اگرچہ ساری دنیا میں جمہوریت کے نعرے لگائے جا رہے ہیں تاہم دنیا کے کروڑوں افراد بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم ہیں افریقہ میں نسلی امتیاز کا فرق روز افزوں شہرت اختیار کرتا جا رہا ہے دنیا میں ترقی یافتہ ملکوں اور پسماندہ ملکوں کے رہن سہن کا فرق بھی روز بروز بڑھتا جا رہا ہے یہ ایسے خطرناک مسائل ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ انسانیت کو زندہ رہنے کے لئے ایک دفعہ پھر عالمی جنگ لڑنے پر مجبور کر دیں۔ آپ نے یورپی عوام سے خاص طور پر اپیل کی کہ وہ عقل سے کام لیں اور ایسی جنگ کو روکیں جو ہو سکتا ہے کہ تہذیب و تمدن کا خاتمہ ہی کر دے۔

جنرل اوتھان کا مندرجہ بالا بیان بالکل واضح ہے۔ آپ نے کسی ملک کی تعیین اور نام لینے کے بغیر کہا ہے کہ موجودہ عالمی صورت حال سنگین اور خطرناک ہے اور اس وقت اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اپنی تمام مساعی کو قیام امن کے لئے مرکوز کر دینا چاہیے کیونکہ یہ ایک ایسا بحران ہے جس کا اثر عالمگیر ہوگا اور ایسی عالمی جنگ کا خطرہ لحظہ بہ لحظہ قریب آتا جا رہا ہے جو موجودہ تہذیب و تمدن کو نیست و نابود کر دے گی۔

(۲)

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ابنائے آدم کے باہمی تعلقات کو ناخوشگوار بنانے میں رنگ و نسل اور اسی قسم کے دیگر امتیازات کا نمایاں حصہ ہے بعض اقوام کسی وجہ سے کسی وقت با اثر اور طاقتور ہو جاتی ہیں تو وہ اپنے آپ کو دوسروں سے فائق اور امتیازی شان کا سمجھنے لگتی ہیں۔ دوسروں کو پسماندہ اور حقیر خیال کر لیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اجتماعی اور سیاسی توازن بگڑ جاتا ہے اور یہ واقعات اکثر ان ممالک میں رونما ہوتے ہیں۔ جہاں دوسرے ملکوں سے تارکین آ بستے ہیں اور ملک کے اصل باشندوں پر ہر لحاظ سے غلبہ حاصل کر کے ان کی ذہنی و فکری صلاحیتوں کو مسخ کر دیتے ہیں اور ان کو ہر قسم کے انسانی حقوق سے محروم کر دیا جاتا ہے ان کو معمولی اور ذلیل کاموں کے لئے بھرتی کر لیا جاتا ہے اور کلیدی آسامیوں کے لئے اپنے آدمیوں کو مخصوص کر لیا جاتا ہے جنوبی افریقہ، روڈیشیا اور ویٹ نام میں آج یہی صورت ہے۔

یورپین اقوام میں یہ مرض غیر معمولی طور پر زیادہ ہے اسی لئے مسٹر اوتھانٹ نے یہ خطاب یورپین اقوام کی کونسل کے سامنے کیا ہے اور آپ نے یورپی عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ عقل سے کام لیتے ہوئے حالات کو سنگین نہ بنائیں اور امکانی جنگ کو روکیں ورنہ تہذیب و تمدن کا کلیۃً خاتمہ ہو جائے گا۔

(۳)

یورپین اقوام عیسائیت کی علمبردار ہیں اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عیسائیت میں نہ تو اس مرض کا کوئی علاج ہے اور نہ ہی اس تلخی کو وہ روک سکتی ہے۔ عیسائیت میں معاشرہ کے متعلق کوئی معین قواعد نہیں پائے جاتے یہی وجہ ہے کہ ان میں رنگ و نسل، قومیت کا امتیاز خطرناک طور پر پایا جاتا ہے مگر اس کے بالمقابل اسلام ان تمام امتیازات کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم۔ کہ ایک قوم دوسری قوم کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے اور نہ ہی اس کی پسماندگی کی وجہ سے اس کو انسانی حقوق سے محروم کر دیا جائے کیونکہ دنیا میں مختلف اقوام پر مختلف مراحل آیا کرتے ہیں۔ پسماندہ اقوام ترقی یافتہ اقوام ہو جاتی ہیں اور مہذب ممالک پسماندہ ممالک ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ نظریہ ہے جس کا اظہار قرآن کریم ان الفاظ میں کرتا ہے۔

تلک الایام نداولھا بین الناس

یعنی اے لوگو! اس امر کو ذہن نشین کر لو! اور اس سے غفلت نہ کرنا کہ اقوام دنیا کی یہ مد و جزر کی کیفیت ہوتی ہے اور وہ زیر و زبر ہوتے رہتے ہیں۔

صرف اسلام کو ہی یہ فضیلت ہے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ کی تاریخوں کا اعلان

احباب جماعت کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۴-۵-۶ دسمبر کی تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ احباب جماعت اپنے اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ لیں جو حضور نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے فرمائی ہیں۔

اسی طرح جلسہ سالانہ ربوہ کی تاریخوں کی اطلاع بھی موصول ہوئی ہے کہ امسال جلسہ سالانہ ربوہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۶-۲۷- اور ۲۸ جنوری ۱۹۶۷ء کو ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہر دو مراکز میں ہونے والے روحانی اجتماعوں کو اپنے فضلوں سے کہیں بڑھ کر کامیاب فرمائے۔

خاکسار:

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر پبلشر نے ... پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــــ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۶۶ء

کیا مذہب بیسویں صدی کے مسائل حل کرنے سے قاصر ہے؟

بسلسلہ بدر ۲۸ جولائی ۶۶ء

اخبار پرتاپ جالندھر مورخہ ۹ جون ۱۹۶۶ء میں ایک کانگرسی مسلمان لیڈر کی طرف منسوب ایک مضمون میں بیان کیا گیا تھا کہ

"جدید معاشرہ بے حد پیچیدہ ہے۔ مذہب بیسویں صدی کے مسائل کو حل نہیں کرسکتا۔"

اس کا تجزیہ کرتے ہوئے ہم اپنے گزشتہ اداریہ میں جدید معاشرہ کی تفصیل بیان کر چکے ہیں۔ اور اس امر کو بھی واضح کر چکے ہیں کہ موجودہ زمانہ کی محیر العقول سائنسی ترقی اور ذرائع حمل و نقل میں نہایت درجہ آسانی اور سہولت پیدا ہو جانے کے نتیجہ میں ساری دنیا اس قدر سمٹ گئی ہے کہ باوجود ہفت اقلیم پر پھیلے ہوئے وسیع رقبہ کے ایک شہر بلکہ ایک محلہ کی طرح ہو گئی ہے اور ہر ایک خطہ کے مفاد دوسرے خطہ کے ساتھ اس قدر وابستہ ہیں کہ ناممکن ہے کوئی ملک یا قوم دوسری دنیا سے منقطع ہو کر الگ تھلگ زندگی بسر کر سکے۔ اس طرح مختلف النوع افراد کے باہمی ملاپ سے نوع انسانی کے لئے ایک جدید معاشرہ اُبھر آیا ہے۔ جس کے کچھ اپنے ہی مسائل ہیں۔ اور جن کا صحیح حل بڑے بڑے مفکرین کے لئے دردِ سر کا موجب بنا ہوا ہے۔

چونکہ اس وقت دنیا کی غالب اکثریت پر مغربی ملحدین اور دین سے بیگانہ افراد کے افکار و خیالات کا غلبہ ہے اس لئے وہ لوگ جو مذہب میں یقین رکھتے ہیں۔ وہ بھی اس قسم کے خیالات سے دب کر مذہب کی زبردست افادی پوزیشن کو نظر انداز کر رہے ہیں یا اس کی اعلیٰ شان سے بے خبر ہیں۔ اور برملا طور پر کہہ رہے ہیں کہ مذہب بیسویں صدی کے مسائل حل کرنے سے قاصر ہے۔

ہم بتا چکے ہیں کہ مذہب کے بارہ میں مغربی مفکرین کا یہ نظریہ درحقیقت یہودیت و نصرانیت کو پیش نظر رکھنے اور ... کے بے خبر ... ہونے کے سبب قائم ہوا۔ ان کی نگاہیں .... اُس حقیقی اور جامع و کامل مذہب کی تفصیلات سے قاصر رہی ہیں۔ اگر وہ مذہب اسلام جو اس میدان کا شاہسوار ہے اور اس زمانہ میں حقیقی مذہب ہونے کا علمبردار ہے کی تعلیمات کا بنظر غائر مطالعہ کرتے تو ان کے خیالات یقینی طور پر مختلف ہوتے۔ لیکن وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ جب کسی امر کا خاص وقت ہوتا ہے اسی زمانہ میں اس کی خاص شان منصۂ شہود پر آتی ہے۔ مقررہ وقت سے قبل ایسا ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ ہمارے خیال میں یہی وہ زمانہ تھا جب ایک طرف مادیت اپنے پورے زور کے ساتھ میدان میں نکلے اور اپنی پوری طاقت کے ساتھ مذہب پر حملہ آور ہو اور اس کے مقابل پر اپنے جوہر دکھائے۔ اور ایک وقت تک پورا زور صرف کر دینے کے بعد جب اس کے تمام منصوبے ناکام و نامراد ہو جائیں تو مذہب میدان میں آئے اور دنیا کے لئے فلاح و بہبود کا کام کرے۔

مذہب کو بے کار محض قرار دینے والے اس واضح حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ مذہب کا تعلق انسان کے ساتھ صرف اس زمانہ کی پیداوار نہیں بلکہ مذہب کی بنیادیں بڑی گہری ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے دنیا بنی اور حضرت انسان نے خطۂ ارض میں بود و باش اختیار کی اسی وقت سے مذہب اس کے ساتھ ایک لازمہ ضروریہ کے طور پر چل رہا ہے۔ تاریخ عالم اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ کبھی ایسا وقت نہیں آیا جب دنیا سے مذہب معدوم ہوا ہو کیونکہ مذہب اس ضابطہ حیات کا نام ہے۔ جو انسان کے پیدا کرنے والے کی طرف سے ہر زمانہ کے مناسب حال اسے عطا ہوا۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ ایک مذہب پر زمانہ گزر جانے کے سبب اس کی تعلیمات کا بڑا حصہ لوگوں کے ذہنوں سے اوجھل ہو گیا یا وقت کے آگے بڑھنے سے نوع انسان کی ضروریات بدل گئیں۔ تب خالق انسانیت نے اس کی ضرورت کے مطابق مذہبی تعلیمات کو ایک نئے رنگ میں اس کے لئے پیش کر دیا۔ اس طرح گو تعلیمات بدلتی چلی گئیں اور نئی تعلیم پہلی تعلیم کی جگہ لیتی چلی گئی۔ مگر یہ سلسلہ کسی وقت بھی منقطع نہیں ہوا۔ مذہب کی اس قدیمی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن کریم نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے:۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

(القصص ع)

اور ہم ان کے لئے پے در پے وحی اتارتے رہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت کریمہ میں غیر مبہم الفاظ میں بتا دیا گیا ہے کہ نوع انسان کی ہدایت اور اس کی روحانیت کو برقرار رکھنے کے لئے ابتدا سے دنیا میں وحی و الہام کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ دنیا کی تاریخ ثابت کرتی ہے کہ باوجود بُعد زمانی اور بُعد مکانی کے دنیا کے مختلف خطوں میں نیک بزرگ صلحاء اور مذہب میں یقین رکھنے والے پیدا ہوتے رہے اور ان سے کوئی زمانہ بھی خالی نہیں رہا۔

دراصل اس زمانہ کے مادہ پرستوں اور ملحدین کی چال ہے کہ وہ ایسی بحثیں اٹھا رہے ہیں۔ جن سے مذہب کی افادی حیثیت کو عوام کے دلوں میں کم کر دینا چاہتے ہیں۔ ذرا غور تو کریں کہ مذہب کو چھوڑ کر سائنس کے اس ترقی یافتہ دور میں کتنے ازم اُبھرے کیا کسی ازم نے بھی انسان کو درپیش مسائل کا قطعی اور صحیح حل پیش کیا۔ یکے بعد دیگرے مختلف ازموں کا اُبھرنا اور وقتاً فوقتاً شور و غوغا دکھلانے کے بعد اپنی موت مر جانا اس امر میں انسانی علم کے ناقص ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ اور اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ایک انسان انسان ہونے کے ناطے نہ تو ساری نوع انسانی کی مشکلات کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے اور نہ ہی ان کا حل تلاش کر لینا اس کے بس کا روگ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ؎

جس نے پیدا کیا وہی جانے دوسرا کیونکر پہچانے

ایک گھڑی کا بنانے والا اپنی صنعت کی خوبیوں اور خرابیوں کو جانتا ہے۔ چونکہ انسان اپنے نفس کا خود خالق نہیں اس لئے وہ نہ تو اس کی مشکلات جانتا ہے اور نہ ہی ان کے حل کی راہ اپنے دماغ سے نکال سکتا ہے۔ بس یہی وہ نقطہ ابتدائیہ ہے جہاں سے نوع انسان کے لئے مذہب کی ضرورت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اپنی زندگی کی پُرپیچ دشواریوں اور مختلف قسم کے حالات میں ہر قدم پر کسی بالا ہستی کی ہدایت اور راہنمائی کا محتاج ہے۔ اور اسی ہدایت اور سچی رہبری کا نام مذہب ہے۔ وہی بالا ہستی جس نے انسان کو وجود بخشا نوع انسان کو درپیش مسائل کا حل بھی اپنی حکمت کاملہ کے ذریعہ بیان کر سکتی ہے۔ اس کے غیر کے لئے اس جگہ قدم رکھنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ اس کی مثال اس پُرخطر بیابان سے گزرنے والے کی ہے جو اگر اپنے ساتھ علاقے کے واقف حال رہبر کو لے لیتا ہے تو نہ صرف یہ کہ منزل مقصود پر جلد پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ قدم قدم پر صحیح رنگ کی رہبری میسر آجانے کے سبب رستے کے خطرات سے بھی محفوظ و مصئون رہتا ہے۔

زیر نظر فقرہ کا جائزہ لیتے ہوئے ہم نے اپنے گزشتہ اداریہ میں حسب ذیل تین تنقیحات قائم کی تھیں:۔

۱۔ جدید معاشرہ سے کیا مراد ہے اسے کس طرح کی پیچیدگیوں کا سامنا ہے۔

۲۔ بیسویں صدی کے بڑے بڑے مسائل کیا ہیں جن کے حل سے مبینہ طور پر مذہب قاصر ہے؟

۳۔ اور اگر ان مسائل کا حل مذہب کر سکتا ہے تو کیسے؟

ان تینوں امور میں سے پہلے امر کے متعلق ہم اپنے سابقہ اداریہ میں بھی اور کچھ سطور بالا میں اپنا نقطۂ نظر پیش کر چکے ہیں۔ اب ہم دوسرے اور تیسرے امر کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سو واضح ہو کہ موٹے طور پر بیسویں صدی کے بڑے بڑے مسائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ دنیا سے بھوک۔ غریبی اور جہالت کا دور کرنا۔

۲۔ ہر قسم کے نسلی امتیازات اور مختلف قسم کے طبقاتی تفوق کو دور کر کے عالمگیر سطح پر مساوات انسانی کا قیام۔

۳۔ نوع انسان میں دولت کی صحیح اور منصفانہ تقسیم۔

۴۔ بین الملکی تنازعات کا پُرامن رنگ میں خاتمہ

۵۔ امن عالم کا قیام

اور اگر ان جملہ مسائل کا خلاصہ نکالنا چاہیں تو یہ ہو گا کہ ہر شخص کی بنیادی ضرورتیں بہتر طور پر پوری ہوں اور اس کو امن و سکون کے ساتھ خوشحال زندگی بسر کرنے کے مواقع میسر ہوں۔

مذکورہ بالا جن اہم مسائل کی ہم نے نشاندہی کی ہے ان کا سرسری جائزہ لینے کے بعد یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ دنیا کو درپیش یہ اہم مسائل درحقیقت نتیجہ ہیں مذہب سے بُعد اور بیگانگی کا۔ آج نوع انسان نے مذہب اور روحانیت کو چھوڑ کر اپنی تمام تر توجہات کا مرکز صرف اور صرف دنیا طلبی اور مادہ پرستی کو بنا رکھا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۰ پر)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کو حرزِ جان بناؤ کہ اس کے بغیر ہم کوئی عزت کوئی بلندی اور کامیابی حاصل نہیں کر سکتے

اگر تم قرآن کریم کے نور سے منوّر ہو کر میدانِ عمل میں اترو گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی

تمام احمدی جماعتوں میں قرآن کریم سیکھنے، سکھانے اور پھر اس پر عمل کرنے کا انتظام پوری توجہ سے کیا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۶ء بمقام مسجد نور راولپنڈی

مرتبہ:- مکرم مولوی محمد صادق صاحب ممتاز انچارج صیغہ زود نویسی ربوہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

مسلمانوں پر تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا

اس شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ایک تاریخی حقیقت

بیان فرمائی ہے۔ جب ہم تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرتے ہیں اور مسلم ممالک اور اقوام کے عروج و زوال، ترقی و تنزل اور ان کی تہذیب و ان کی وحشت کی داستانیں ہمارے سامنے آتی ہیں تو ہم پر یہ بات واضح اور بیّن ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی عروج و ترقی کی تہذیب کی رفعتوں تک پہنچے۔ تو یہ ارفع مقام انہیں اتباع قرآن ہی کے نتیجہ میں ملا۔ اور جب کبھی انہوں نے قرآن اور اس کی اعلیٰ اور ارفع تعلیم کو پس پشت ڈال دیا۔ اس سے منہ موڑ لیا۔ اس سے بے رغبتی برتی اس سے دوری اور بے تعلقی اختیار کی۔ اور اسے ناقابل عمل سمجھتے ہوئے ہیچ قرار دیا تو وہ قعر مذلت میں جا گرے

اس کے برعکس

جب انہوں نے قرآن کریم کو حرزِ جان بنایا

اور اس کا جوا اپنی گردنوں پر رکھا، قرآن کریم کے نور سے منور ہو کر اور اس کے خادم بن کر میدانِ عمل میں اترے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی ترقیات سے نوازا۔ اور ایسی رفعتیں انہیں عطا کیں کہ دنیا کے وہ معلم اور استاد بھی بنے۔ دنیا کے وہ ہادی اور راہنما بھی ہوئے دنیا کے وہ محسن بھی ٹھہرے۔ خدائے رزاق سے تعلق پیدا کر کے الحفیظ اور العلیم کی صفات کا مظہر بنے اور علیٰ خزائن الارض انہیں مقرر کیا گیا اور زمین کی پیداوار کی تقسیم ان کے سپرد کی گئی اور ایک دنیا نے ان سے بھیک مانگی اور ایک جہان کو انہوں نے سیر کیا۔ مگر ان کے دامن دنیا داروں کے سامنے کبھی نہ پھیلے۔ نہ وہ

دنیوی طاقتوں کے سامنے کبھی جھکے

نہ ان سے مرعوب ہوئے اور نہ وہ کبھی ان کے زیر احسان آئے۔

لیکن مسلم اقوام نے جب قرآن کریم اور اس کی تعلیم کو طاقِ نسیان کی زینت اور قرآنًا مہجورًا بنا دیا اور اپنی ناقص اور غافل عقلوں کو آسمانی نور سے بہتر جانا، تو نورِ علم، نورِ فراست اور نورِ فطرت ان سے چھین لیا گیا۔ روحانی علوم کے انوار کا تو ذکر کیا، دنیوی علوم میں بھی انہیں غیروں سے بھیک مانگنی پڑی۔ اور جب رزاقِ حقیقی سے انہوں نے اپنا رشتہ توڑ لیا تو سامانِ دنیا بھی ان سے چھین لی گئیں اور ہم نے دیکھا کہ للچائی ہوئی نظروں سے وہ دنیا اور دنیا داروں کو تک رہے تھے۔

پس

مسلمانوں کی تاریخ

ایسے حقائق سے بھری پڑی ہے۔ اس تاریخ کے بہت سے باب جہاں سنہری حروف سے لکھے نظر آتے ہیں۔ وہاں وہ باب بھی ہمارے سامنے آتے ہیں جنہیں پڑھ کر ہماری گردنیں جھک جاتی ہیں۔ تاریخ کے ان ابواب سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مسلم اقوام میں سے کس قوم نے کس زمانہ میں قرآن کریم اور اس کی تعلیم کو اس کا حقیقی مقام دیا اور وہ درجہ دیا جو اسے دیا جانا چاہیئے تھا اور کس قوم نے کس زمانہ میں قرآن کریم اور اس کی تعلیم کو بھلا دیا۔ اور پھر دنیا میں ان کے لئے عزت اور پناہ کا کوئی مقام بھی باقی نہ رہا۔

پس جماعت احمدیہ کو یاد رکھنا چاہیئے

کہ محض بیعت کر لینا یا محض احمدیت میں داخل ہونا یا محض احمدیت کا لیبل اپنے اوپر لگوانا کافی نہیں جب تک ہم پورے کے پورے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں داخل نہیں ہو جاتے جب تک ہم اسلمت لرب العالمین کا صحیح نمونہ اپنے خدا اور خدا کی بنائی ہوئی دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے جب تک ہم

قرآن کریم کے تمام اوامر و نواہی

کی عزت نہیں کرتے ان کے آگے نہیں جھکتے اور جن باتوں سے ہمیں روکا گیا ہے ان سے ہم باز نہیں آتے اور جن چیزوں کے کرنے کی تلقین کی جاتی ہے وہ ہم بجا نہیں لاتے۔ اس وقت تک ہم اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کے وارث نہیں ہو سکتے جن فضلوں کا وارث وہ انسان ہوتا ہے جو

قرآن کریم کے نور سے منوّر

ہوتا ہے اور قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے والا ہوتا ہے اور قرآن کریم کا کامل متبع ہوتا ہے اور قرآن کریم کا سچا خدمت گزار ہوتا ہے محض احمدی کہلانا، محض احمدیت کی طرف منسوب ہو جانا ہمارے لئے کافی نہیں اسی لئے میں اپنے متعدد خطبات میں اس سے پہلے بھی جماعت کو اس طرف متوجہ کر چکا ہوں کہ پوری ہمت کے ساتھ اور پوری توجہ کے ساتھ قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھانے اور اس پر عمل کرنے کا انتظام تمام جماعتوں کے اندر کیا جانا چاہیئے۔ بہت سی جماعتیں اس طرف پوری طرح متوجہ ہوئی ہیں لیکن بعض ایسی بھی ہیں جنہوں نے اس طرف پوری توجہ نہیں دی۔

قرآن کریم کے بغیر قرآن کریم کی برکات کو چھوڑ کر، قرآن کریم کے نور سے پیٹھ پھیرتے ہوئے قرآن کریم کو حرزِ جان [illegible] کر اپنے دلوں سے باہر نکال پھینکتے ہوئے ہم خدا کی نگاہ میں کوئی عزت، کوئی وقار، کوئی رفعت، کوئی کامیابی، کوئی کامرانی اور کوئی فتح حاصل نہیں کر سکتے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار اس کی اہمیت کی طرف ہمیں توجہ دلائی [illegible] چند آیات کی تفسیر میں اس سے پہلے اپنے خطبات

میں دوستوں کے سامنے رکھی ہے۔ آج میں قرآن کریم کی دو اور آیتیں دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ زمر میں فرماتا ہے

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم انا انزلنا الیک الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین۔

یعنی اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو غالب اور سب کام حکمتوں کے ماتحت کرنے والا ہے ہم نے تیری طرف یہ کتاب کامل سچائیوں پر مشتمل اتاری ہے پس تو اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے لئے مخلص کرتے ہوئے اس کی عبادت کر۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا تنزیل الکتاب من اللہ کہ اس کتاب کو وحی کے ذریعہ محمد رسول اللہ پر اتارنے والی وہ ذات ہے جسے اللہ کے نام سے اسلام نے دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ الکتاب کے لغوی معنے یہ ہیں کہ وہ صحیفہ آسمانی جس میں تمام ضروری فرائض اور احکام کامل اور مکمل طور پر بیان ہوتے ہوں۔ اور جو اقوام عالم کی تقدیر اور قسمت کا فیصلہ کرنے والی ہو۔ اسی لئے سورہ محمد میں الکتاب ... بھی کہا ہے اور سنن یومئی کہا ہے۔ یعنی

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے

جو تمام بنی نوع انسان کی قسمت کا فیصلہ کرنے والی ہے۔ قیامت تک تمام جہانوں کی تقدیر قرآن کریم سے وابستہ کر دی گئی ہے اور جو لوگ قرآن کریم کی ہدایات کو سمجھنے اور پہچاننے والے، جو لوگ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والے، اور قرآن کریم نے اللہ کی ذات کو جن صفات کے ساتھ ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اس کا عرفان رکھنے والے اور اپنی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزارنے والے ہیں ان کے لئے قرآن کریم بطور بشیر کے نازل کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کی تقدیر اور اللہ تعالیٰ نے فعل نے ہر زمانہ میں اس بات پر مہر لگا دی ہے کہ قرآن کریم کو جو بشیر کا نام دیا گیا ہے وہ بالکل برحق ہے اس میں کوئی غلطی نہیں کیونکہ یقیناً ہر مقام پر اور ہر زمانہ میں قرآن کریم کے کامل متبعین کو وہ روحانی اور جسمانی اور دینی اور دنیوی نعماء ملیں جن کی بشارت قرآن کریم نے اپنے ماننے والوں کو مختلف مقامات پر دی تھی۔

اور وہ لوگ جو قرآن کریم کے مقابل کھڑے ہوتے جنہوں نے اس خدا کو جھٹلایا جسے اس کی کامل صفات کے ساتھ قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ ان لوگوں کے متعلق قرآن کریم کے بتائے ہوئے انذار حرف بحرف پورے ہوئے اور قرآن کریم نے اپنی پیشگوئیوں میں کہیں کوئی غلطی نہیں کی۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے تاریخ اسلام یعنی اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر گواہ ہے کہ قرآن کریم بشیر بھی ہے اور نذیر بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا

کہ یہ کامل اور مکمل کتاب ہے جس میں فطرت انسانی کے لئے۔ اس فطرت انسانی کے لئے جو اپنے عروج اور بلاغت کو پہنچ چکی تھی۔ تمام وہ ہدایات موجود ہیں جن کی اسے ضرورت تھی۔ کیونکہ اس کتاب کا اُتارنے والا اللہ ہے یعنی وہ ذات جسے اس کی بعض مخصوص صفات کے ساتھ قرآن کریم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اس کی دو صفات کا ذکر اس نے اس آیت میں بھی کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی جگہ پر یہ کامل اور مکمل کتاب ہے۔ اور اس کا اتارنے والا اللہ ہے جس کی بہت سی صفات ہیں لیکن ہم تمہیں اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ وہ العزیز بھی ہے اور لغت عربی میں عزیز اس ہستی کو کہتے ہیں جو صاحب قدرت اور صاحب قوت ہو اور صاحب عزت ہو۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکتی ہو۔ وہ اتنا قوت والا ہو کہ دُنیا کی کوئی طاقت اور قوت ایسی متصور نہ کی جا سکتی ہو جو اس کی قوت اور طاقت کے مقابلہ میں کامیابی کے ساتھ اس کے برخلاف کوئی مکر اور حیلہ اور فریب کر سکے۔ وہ غالب ہے مغلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ اور کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی اور اپنی ان صفات میں وہ بے مثل بھی ہے یعنے اس کی قوت اور اس کی قدرت اور

اس کا غلبہ اور اس کی عزت ایسی ہے

کہ دنیا کی کسی اور ہستی کی نہ وہ قوت، نہ وہ غلبہ نہ وہ طاقت، نہ وہ شان، نہ وہ جاہ نہ وہ جلال، کچھ بھی نہیں، اس ہستی کو عزیز کہتے ہیں۔ تو اس آیت میں فرمایا کہ یہ کتاب اللہ نے نازل کی ہے جو اس قدر قوت اور طاقت اور عزت والا ہے کہ دنیا کا کوئی مکر اور فریب اس کے مقابلہ پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وہ اس مضبوط اور بلند پہاڑ کی چوٹی پر بنے ہوئے قلعہ کی طرح ہے کہ جس تک چڑھنا کسی اور کے لئے ممکن ہی نہیں۔ منیع ہے یعنے وہ اتنا محفوظ ہے کہ اس کے خلاف کسی سازش کو کامیابی ممکن ہی نہیں ہو سکتی۔

تو ہمیں اس کتاب میں صفت عزیز کا ذکر کر کے یہ بتایا کہ اگر تم اس الکتاب پر عمل کرنے والے ہو گے۔ اگر تم اس کے احکام کی اطاعت کرنے والے ہو گے تو اللہ جو عزیز ہے تمہیں عزت کے ایسے مقام پر کھڑا کرے گا کہ دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ اگر تمہاری ترقی کے سامنے ہمالیہ کے پہاڑ بھی حائل ہوں گے تو وہ پاش پاش کر دیئے جائیں گے۔

مسلمانوں کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے

کہ بالکل بے کسی اور بے بسی کے زمانہ میں جب ان کے پاس نہ عزت تھی نہ طاقت تھی نہ مال تھا اور نہ کوئی اور ظاہری سامان تھے صرف قرآن کریم ہی تھا جو ان کے ہاتھ میں تھا۔ صرف قرآن کریم ہی تھا جو ان کے دل میں تھا۔ صرف قرآن کریم ہی تھا جو ان کے عمل میں نظر آ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غلبہ عطا فرمایا اور ان کے مقابل آنے والی سب طاقتوں کو مٹا دیا۔ اور ایک کم مایہ بے مایہ کمزور و ناتواں اور غریب کو تمام دنیا کی طاقتوں کے مقابلہ میں کامیاب و کامران کر دیا۔

اس کی ایک تازہ مثال

میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس مثال کا میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۶۸ء میں یہ اعلان فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اس وقت آپ کو بھی کوئی نہ جانتا تھا، قادیان کو بھی کوئی نہ جانتا تھا جماعت احمدیہ کو بھی نہ جانتا تھا بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نہ جانتے تھے۔ کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جماعت کا قیام نہیں کیا گیا تھا اور بیعت بھی شروع نہ ہوئی تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی کی۔ اور قریباً سو سال تک مخالف کو موقع دیا کہ جتنا چاہو استہزاء کر لو۔ مذاق کر لو ٹھٹھا کر لو۔ طعنے دے لو یہ کلام ہمارا (عزیز خدا کا) کلام ہے جو ایک دن پورا ہو کر رہے گا۔ اس سال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ سامان پیدا کر دیئے (قریباً سو سال کے بعد) جب افریقہ میں ایک نیا ملک بنایا گیا۔ پھر الٰہی تدبیر کے ماتحت اس ملک کو آزادی دلائی گئی۔ پھر الٰہی منشاء کے مطابق جب اس ملک کی اپنی حکومت بنی تو اس کا سربراہ اور اس کا Acting گورنر جنرل اس شخص کو مقرر کیا گیا جو تقرر کے دن سے پہلے جماعت احمدیہ گیمبیا کا پریذیڈنٹ تھا۔ اس طرح جماعت احمدیہ کے پریذیڈنٹ کو گورنر جنرل بنا دیا۔

پھر ان کو ہمارے مبلغ نے توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ کی ایک بشارت ہے۔ کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تم خوش نصیب انسان ہو کہ دُنیا کی تاریخ میں تمہیں پہلی دفعہ یہ موقعہ مل رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے تم برکت حاصل کرو مگر یہ کوئی معمولی چیز نہیں۔ اس لئے قبل اس کے کہ تم اس کے متعلق خلیفۂ وقت کو اپنی درخواست بھجواؤ چالیس دن تک چلّہ کرو۔ یعنے خاص طور پر دعائیں کرو۔ اس کا چلّہ نہیں جو صوفیاء اور فقراء کیا کرتے ہیں۔ چالیس دن تک خاص طور پر تہجد میں دُعا کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں اس بات کا اہل بنائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں میں سے ایک ٹکڑا تمہیں ملے۔

انہوں نے دعا شروع کی

اور پھر مجھے خط لکھا کہ میں مشغول ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا رہا ہوں کہ میں ایک بڑی بھاری ذمہ داری لے رہا ہوں۔ صرف عزت حاصل نہیں کر رہا۔ صرف تبرک حاصل نہیں کر رہا۔ بلکہ بڑی بھاری ذمہ داری بھی لے رہا ہوں۔

ایک شخص جو ہزار ہا میل دُور رہتا ہے نہ کبھی ربوہ آیا۔ نہ ہی تاریخ احمدیت سے پوری طرح واقف۔ اس کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرک کی اہمیت جب تک

پوری طرح بٹھانہ دی جاتی میرے نزدیک انہیں تبرک بھجوانا درست نہیں تھا۔ اس لئے میں نے انہیں ایک لمبا سا خط لکھا اور انہیں یہ نکتہ سمجھایا کہ تم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تبرک

مانگ رہے ہو اس میں برکتیں بھی بڑی ہیں مگر یہ بھی نہ بھولو کہ اس کی قیمت اتنی ہے کہ ساری دنیا کے سونے اور ساری دنیا کی چاندی اور ساری دنیا کے ہیرے اور جواہرات بھی اگر اس کے مقابل رکھے جائیں تو ان کی وہ قیمت نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں میں سے ایک ٹکڑا کی قیمت ہے اس لئے تم ایک بڑی ذمہ واری لے رہے ہو۔ ذہنی طور پر روحانی طور پر اور اخلاقی طور پر اپنے آپ کو اس کا اہل بناؤ۔

یہ مضمون تھا اس خط کا

جو میں نے انہیں لکھوایا۔ اور اُن سے انتظار کروایا۔ تاکہ جب ان کی یہ روحانی پیاس اور بھڑکے۔ اور ان کے دل میں ذمہ واری کا پورا احساس بیدار ہو جائے۔ اس وقت وہ تبرک ان کو بھیجا جائے۔

پندرہ بیس دن ہوئے وہ تبرک ان کو بھجوایا گیا۔ اور مجھے ابھی گھوڑا گلی میں ان کی تار ملی ہے کہ وہ تبرک مجھے مل گیا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس سے کما حقہٗ فائدہ اُٹھانے کی توفیق بخشے۔

پس

خدائے عزیز کے ساتھ تعلق

رکھنے والے عزت کے ایسے مقام کو حاصل کرتے ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن قرآن کریم کی طرف منسوب ہونا اور پھر عزت کے بجائے ذلت کے مقام پر کھڑا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ دعوے عجیب سا ہے۔ ایسا شخص زبان پسند قرآن کریم کا نام لیتا ہے لیکن دل سے اسے سکاکنے والا اور پرے کرنے والا ہے۔

تو اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ اس آسمانی کامل اور مکمل صحیفہ کو اتارنے والا العزیز ہے۔ وہ ایسی طاقت کا مالک ہے کہ دنیا کی ساری طاقتیں اکٹھی ہو کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ وہ اس کی مخلوق ہیں۔ وہ اندر اور باہر سے ان کو جاننے والا ہے وہ ان کی قوتوں اور استعدادوں کو اس لئے جاننے والا ہے کہ وہ خود اس کی پیدا کردہ ہیں۔ تو وہ اس کے مقابلہ میں کیسے کھڑی ہو سکتی ہیں!

اور ہمیں یہ بتایا کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کی بھیجی ہوئی اس الکتاب پر پورا عمل کرو گے جیسا کہ اطاعت کا حق ہے تو پھر خدائے عزیز تمہیں عزت کے بلند مقام پر کھڑا کر دے گا۔

پھر فرمایا کہ جس اللہ نے کتاب تمہیں بھجوائی ہے۔ وہ صرف العزیز ہی نہیں۔ الحکیم بھی ہے۔ الحکیم کے معنے صاحب حکمت کے ہیں۔ حکمۃ عربی زبان میں عدل، علم، حلم، فلسفہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

تو

الحکیم کے ایک معنے یہ ہوئے

کہ وہ علم رکھنے والی ہستی ہے۔ اس سے زیادہ علیم کوئی نہیں تو اللہ تعالےٰ جس نے یہ قرآن نازل کیا ہے وہ ذات ہے جس کے علم کے مقابلہ میں ساری دنیا کے علوم کی کوئی حیثیت نہیں ہے کامل علم اس کے پاس ہے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ دُنیا کے ہر ظاہر و باطن پر اس کی نظر ہے ماضی و حال و مستقبل اس کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے کہ ایک انسان کے لئے ایک سیکنڈ کا ہزارواں حصہ جو حقیقتاً اس کے لئے حال بنتا ہے۔ پس یہ وہ ذات ہے جو زمانہ سے بھی ارفع ہے۔ جو مکان سے بھی بالا ہے۔ اس کے علم کے مقابلہ میں کوئی علم ٹھہر نہیں سکتا۔ اسی علم کے منبع سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے اس لئے اگر تم قرآن کریم کا غور سے مطالعہ کرو گے اس کو سمجھو گے۔ اس کے علوم کے حصول کے لئے اپنے رب سے دعائیں کرتے رہو گے تو تمہیں وہ علوم عطا کئے جائیں گے کہ دنیا کے سارے عالم تمہارے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے۔ چنانچہ ابتدائے زمانہ اسلام میں جو ترقی کا زمانہ ہے ہمیں یہی نظارہ نظر آتا ہے۔ مغرب کے جتنے بڑے بڑے فلاسفر گذرے ہیں ان سب نے اپنی فلاسفی یا اُن نظریات میں جو اُنہوں نے پیش کئے مجھے یقین ہے کہ اُنہوں نے ان میں کسی نہ کسی مسلمان محقق سے بھیک مانگی ہے

ایک جرمن فلاسفر

کانٹ بہت مشہور فلاسفر ہے جسے صرف جرمنی میں ہی نہیں بلکہ انگلستان اور امریکہ اور دوسری مہذب دنیا میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اسے بڑے دماغ والا خیال کیا جاتا ہے اس کی بہت سی تھیوریز اور نظریئے ہوا س نے دنیا کے سامنے پیش کئے۔ میں ذاتی علم رکھتا ہوں کہ ان نظریات کو ہمارے مسلمان علماء نے (Kant) سے بہتر طریق پر سو دو سو سال پہلے ہی دنیا کے سامنے پیش کیا ہوا ہے۔ اس وقت تو ان علماء کی کتب بھی دنیا میں موجود تھیں۔ لیکن اسلام کے خلاف جو تعصب سے کام لیا گیا۔ اس کے نتیجہ میں ہماری بہت سی لائبریریاں جلا دی گئیں اور بہت بڑے پایہ کی کتابیں ایسی ہیں جو آج تو اس وقت دنیا سے کلیتہً مفقود ہیں۔ یا ان کی ایک آدھ جلد باقی ہے جو مثلاً

روس کی لائبریری

میں ہے اور ہماری دسترس سے باہر ہے اور ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے یا اگر کہیں چھپی ہوئی ہوں تو پھر نہیں سکتے۔

اسی طرح طب ہے۔ اور دیگر جتنی سائنسز ہیں اور جتنے دوسرے علوم ہیں ان کے متعلق۔

لوگ اب مجبور ہو کر تسلیم کر رہے ہیں

کہ ہم نے ابتداءً انہیں مسلمانوں سے سیکھی ہے۔ پس جس وقت مسلمان قرآن کریم کی قدر کرنے والا تھا۔ قرآن کے نور سے حصہ پانے والا تھا۔ وہ تمام ان اقوام کا استاد تھا۔ لیکن پھر انہوں نے اپنے غرور اور نخوت میں عملاً یہ اعلان کر دیا کہ ہمیں قرآن کریم کی ضرورت نہیں۔ ہماری عقل ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر تم نے اپنی ناقص عقل پر ہی بھروسہ کرنا ہے۔ تو پھر جاؤ۔ اپنی عقل سے کام لے کر دیکھ لو اور آخر یہ ہوا کہ ہمیں علم کے ہر میدان میں بھیک مانگنی پڑ گئی یہاں تک کہ جو موٹی موٹی باتیں ہیں۔ جو آسانی سے ایک غیر دیندار مسلمان بھی قرآن کریم سے حاصل کر سکتا تھا۔ وہ بھی ہمیں حاصل نہ رہیں..........

کیونکہ قرآن کریم کی طرف ہماری توجہ ہی نہیں

مثلاً

ماڈل فارم ہیں

آپ میں سے جو سفر کرنے والے ہیں وہ دیکھتے ہوں گے ہر پانچ دس میل کے فاصلہ پر مختلف آدمیوں کے نام پر ماڈل فارم بنے ہوئے ہیں۔ [illegible] کا ماڈل فارم وغیرہ یہ جو ماڈل [illegible] ہو رہی ہے یہ سب مانگے کی ہے۔ کسی مہذب قوم کے سامنے ہم اپنی آنکھیں اور سر اٹھا نہیں سکتے۔ کیونکہ ہم خود منگتے ہیں۔ اور ہمارا دامن ان کے سامنے پھیلا ہوا ہے ہم نبی کریم صلعم کی حدیث کے مطابق "یدِ سفلیٰ" رکھنے والے ہیں۔ ہمارا ہاتھ نیچے ہے اور ان کا ہاتھ اُوپر ہے۔ حالانکہ خود قرآن کریم نے ہمیں روحانی باتیں سمجھاتے ہوئے کئی قسم کے ماڈل فارم کی مثالیں ذکر کی ہیں۔ اور ان میں سے بعض ایسے ماڈل فارم بیان ہوئے ہیں کہ جن کے لئے پاکستان کی سالانہ آمد اگر بیس سال تک بھی خرچ کر دی جائے تب بھی وہ ریسرچ پروگرام اتنے کمال تک نہیں پہونچ سکتا۔ جو قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ اتنی زبردست تحقیقی باتیں اس میں بیان کی گئی ہیں۔

بے شک قرآن کریم ہمیں علم زراعت سکھانے نہیں آیا۔ لیکن

زراعت کو پیدا کرنے والا خدا

ہمیں زراعت کی زبان میں روحانی باتیں سکھاتا ہے اور ضمناً میں وہ باتیں بھی بتا جاتا ہے جو ہماری زراعتی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ میں نے کئی دفعہ اپنے ماہرین زراعت سے کہا ہے کہ تمہیں مانگنے کی عادت سے تمہیں شرم کرنی چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ تم بجائے روس سے لینے کے بجائے امریکہ سے لینے کے یا چین سے لینے کے کسی بھی غیر ملک سے مانگنے کی بجائے تم قرآن کریم پر غور کر کے اپنے ماڈل فارم کا پروگرام بناتے۔ لیکن میری یہ بات سن کر وہ چپ ہو گئے۔ اُنہوں نے کبھی خیال بھی نہیں کیا کہ قرآن کریم میں بھی کوئی علم ہے حالانکہ قرآن کریم کا دعوےٰ ہے من اللہ الحکیم کہ یہ علم اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اگر تم اس کی پیروی کرو گے اس کے نور سے حصہ لو گے تو دنیوی علوم میں بھی کوئی قوم تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

کئی سو سال تک

خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت

نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ واقعہ میں خدا تعالےٰ نے یہ سچ فرمایا ہے کیونکہ علم کے میدان میں کئی سو سال تک مسلمانوں کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی قوم ٹھہر نہیں سکی

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انا انزلنا

ذٰلِکَ الْکِتَابُ بالحق ہم نے کامل سچائیوں کے ساتھ یہ قرآن تیرے پر نازل کیا ہے چونکہ یہ کامل صداقتوں اور کامل حقائق پر مشتمل ہے۔ فاعبد اللہ اس لئے اے مسلمان! تو اپنے اللہ کی عبادت کر اس میں ہمیں یہ بتایا کہ

حقیقی اور سچی عبادت

جو اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی اور کھینچنے والی ہے وہ اسی شخص کی ہو سکتی ہے جس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عبادت کے کامل اور مکمل اصول بتائے گئے ہوں اور اللہ تعالےٰ نے اس شخص کی کامل رہبری فرمادی ہو۔

پھر یہ بھی بیان فرمایا کہ یہ الکتاب پہلی کتب کی طرح نہیں جن میں کچھ صداقتیں تو بیان کی گئی تھیں۔ لیکن ساری صداقتیں بیان نہیں کی گئی تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگ تمام صداقتوں اور تمام حقائق کو ذہنی طور پر بھی جسمانی نشوونما کے لحاظ سے بھی اور اخلاقی ارتقاء کے لحاظ سے بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے پس ان کی طرف کچھ صداقتیں یا یوں کہئے کہ الکتاب کا ایک حصہ نازل کیا گیا اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہی سچ ہے تو پھر ان کی عبادت اور ایک سچے مسلمان کی عبادت میں

زمین و آسمان کا فرق ہے

کیونکہ ان کی عبادت نتیجہ ہے مثلاً بیس فی صدی ہدایت کا۔ ... اگر انہیں کامل ہدایت ملی ہوتی تو ہم کہتے کہ ان کی عبادت سو فی صدی کامل ہدایت کے ماتحت ادا کی گئی۔ مگر ایسا نہیں۔ کیونکہ پہلی قوموں میں سے بعض کو کامل ہدایت کا مثلاً بیس فی صدی حصہ دیا گیا۔ ان کے بعد جو لوگ ترقی کر گئے انہیں تیس فی صدی۔ پھر ان کے بعد آنے والے لوگوں کو چالیس کسی کو پچاس اور کسی کو ساٹھ فی صدی حصہ عطا کیا گیا۔ سو فی صدی ہدایت صرف امت مسلمہ کو عطا کی گئی۔

تو جس شخص کی جس قوم کی یا جس نبی کی امت کی اللہ تعالےٰ نے صرف بیس یا صرف تیس یا صرف چالیس یا صرف پچاس یا صرف ساٹھ فی صدی راہنمائی کی ہو اور اس راہنمائی کے نتیجہ میں انہوں نے اپنے رب کی عبادت کی ہو ان کی یہ عبادت اس عبادت کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے سو فی صدی راہنمائی کے بعد ایک مسلمان بجا لاتا ہے اور ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان انعاموں پر اللہ تعالےٰ کے جو انعام اس دنیا میں نازل ہوتے یا آئندہ اُخروی زندگی میں نازل ہوں گے وہ ان انعامات کے مقابلہ میں نہیں رکھے جا سکتے جو ایک حقیقی مسلمان پر اس دنیا میں اور پھر اخروی زندگی میں نازل ہوتے ہیں بلکہ ان انعاموں سے ان انعامات کو کوئی نسبت ہی نہیں۔

یہاں ہمیں یہ بتایا

کہ چونکہ یہ الکتاب نازل کی جا چکی ہے جس میں کوئی خامی اور نقص نہیں بلکہ اس میں ساری کی ساری خوبیاں جمع کر دی گئی ہیں۔ فیہا کتب قیمۃ یہ سب کی سب قرآن کریم کا ہی حصہ تھیں جو اب پھر قرآن کریم میں اپنی اپنی جگہ پر رکھ دی گئی ہیں بلکہ بہت کچھ زائد بھی اس میں رکھا گیا ہے۔ اس لئے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو اور اگر تم اس ہدایت کے مطابق عمل کرو گے تو تمہاری عبادت کامل اور مکمل ہوگی۔

دوسری بات اس آیت میں ہمیں یہ بتائی گئی ہے فاعبد اللہ مخلصاً لہ الدین کہ عبادت کا مفہوم یہ نہ سمجھنا کہ اللہ اللہ کہہ دیا یا درود پڑھ لیا یا سبحان اللہ پڑھ لیا یا الحمد للہ کہہ لیا۔ قرآن کریم کے نزدیک صرف اتنا یا محض اتنا کوئی عبادت نہیں۔ اگر کوئی شخص مثلاً دس ہزار دفعہ درود پڑھتا ہے۔ لیکن اس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ نہیں بنایا۔ تو اس درود پڑھنے کا اسے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ جب ہم درود پڑھیں تو ہمیں چاہیئے کہ اس نیت سے پڑھیں کہ اے خدا! تو نے دنیا میں ہمارے لئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک نہایت ہی اعلےٰ نمونہ بنایا ہے۔ اور تو نے اسے اس لئے نمونہ بنایا ہے تاکہ ہم ان کی پیروی کریں اس کے نمونہ پر چلکر اس کے سے اخلاق اپنے اندر پیدا کریں اور اس کے رنگ سے رنگین ہوں تو ایسا درود ہمیں فائدہ دے گا۔

لیکن اگر

کوئی شخص کہتا ہے

کہ میں درود تو پڑھتا ہوں لیکن میں آپ کے نمونہ کی پیروی کرنا نہیں چاہتا۔ تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ عبادت نہیں۔ فاعبد اللہ مخلصاً لہ الدین۔ دین کے ایک معنی اطاعت بھی ہیں۔ فرمایا تمہاری عبادت تب میری عبادت کہلائے گی جب تم اس کے ساتھ میرے تمام حکموں پر عمل بھی کرو گے اور عبادت خالص ہو یعنی بغیر کسی ریاء اور بغیر کسی کھوٹ کے ادا کی گئی ہو۔ اخلاص کے مفہوم میں عربی زبان کے مطابق دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک ریا کا نہ ہونا دوم کھوٹ کا نہ ہونا۔

اخلص الطاعۃ

کے معنی ہیں۔ اس نے اطاعت میں کوئی ریاء نہیں برتا۔ مثلاً ظاہر میں اللہ اللہ کہا۔ ظاہر میں بہت عبادت کی۔ لیکن اس کا باطن اطاعت سے انکار کرتا رہا تو یہ اخلاص کے خلاف ہے۔

تو فرمایا کہ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں۔

فاعبد اللہ

کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس نیت سے عبادت کرو کہ جو حکم بھی نازل ہوگا ہم اس کو بجا لائیں گے اور ہر بات جس سے روکا جائے گا ہم اس سے باز رہیں گے۔ پس اللہ تعالےٰ کی عبادت خالص اطاعت کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے۔

ورنہ اسلام اسے عبادت قرار ہی نہیں دیتا۔ اگر لمبی لمبی نمازیں پڑھنے والا فحشاء اور منکر سے باز نہیں آتا تو اس کی نمازیں سچی نمازیں نہ ہوں گی کیونکہ سچی نماز تو فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں

ایک اور عجیب مضمون

بھی بیان فرمایا ہے الدین کے معنی تدبیر کے بھی ہیں۔ تو فرماتا ہے۔ فاعبد اللہ مخلصاً لہ الدین کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ تمہاری تمام تدابیر خالصۃً بغیر کسی ریاء اور کھوٹ کے اسی کے لئے ہوں۔

اس میں یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ خدا تعالےٰ تدبیر سے منع نہیں کرتا۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ مال نہ کماؤ۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ تجارتیں نہ کرو۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ زراعت نہ کرو۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ تم وکالت کا پیشہ اختیار نہ کرو اور فیس نہ لو۔ لیکن وہ یہ ضرور کہتا ہے کہ دنیا کی جو تدبیر بھی تم کرو وہ خدا کے لئے کرو۔ اور خدا تعالےٰ کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں سے نہ اتارو پھر جب وہ یہ کہتا ہے کہ مال کماؤ جو جائز قرار دیئے گئے ہیں۔ اور ان طریقوں سے مال نہ جمع کرو جو حرام قرار دیئے گئے ہیں پھر جب وہ کہتا ہے کہ تم مال خرچ کرو تو ساتھ ہی وہ یہ کہتا ہے کہ اپنا مال ان طریقوں سے خرچ کرو۔ جو جائز قرار دیئے گئے ہیں اور جو طریق خدا کے نزدیک ناپسندیدہ یا مکروہ ہیں اور بُرے ہیں۔ ان طریقوں سے خرچ نہ کرو۔

پس اس چھوٹی سی آیت میں اور چند الفاظ میں

بڑے وسیع معانی اور مطالب

بیان فرما دیئے گئے ہیں۔

بہرحال اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم عبادت کرو تو اس طرح کہ تمام دنیوی تدابیر کو بھی خالصۃً بغیر کسی ریاء بغیر کسی کھوٹ کے میرے لئے کر رہے ہو۔ ایک شخص اگر رات کو تہجد کی نماز ادا کرتا ہے اور تہجد کی نماز کے بعد نماز فجر سے پہلے کہیں جا کر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کی نماز تہجد قبول ہو جائے گی!! اس کی دعائیں جو اس نے نماز تہجد میں کی تھیں وہ پوری کی جائیں گی؟؟

یہ مثال مجھے اس وجہ سے یاد آئی

کہ قادیان کے قریب ایک گاؤں تھا ننگل۔ وہاں ایک ڈاکو نمبرا رہا کرتا تھا۔ رات کے ایک بجے پولیس اسے اس کے گھر جا کر دیکھا کرتی۔ ابھی وہ پولیس کا آدمی واپس قادیان نہ پہنچتا تھا کہ یہ چوری کے لئے نکل کھڑا ہوتا۔ ایک دن وہ ہماری کوٹھی میں حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ہمیں بنا کر دی تھی۔ عین سحری کے وقت پہنچا۔ اور ایک چیز چرا لائی۔ ہمارا ایک نوکر تھا اسے جب معلوم ہوا تو یہ بھاگ گیا۔ بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ یہ اس شخص کا کام ہے۔

تو جو شخص ایک یا دو بجے رات تک شریفانہ طور پر گھر میں وقت گذارتا رہا اور اس کے معاً بعد وہ چوری کے لئے نکل گیا۔ تو قانون کی نگاہ میں وہ یقیناً چور ہے۔ وہ شخص جو رات کو تین گھنٹے تک تہجد کی نماز ادا کرتا رہا پھر دن کو اس نے کسی کا مال غصب کر لیا تو خدا کی نگاہ میں وہ حرامخور ہے۔ تہجد گذار نہیں۔ اسی واسطے ہمیں اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب تک ہماری ساری تدابیر اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے نیچے نہیں آ جاتیں۔ اس وقت تک ہماری عبادت خدا کی عبادت کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی۔ حقیقی عبادت اسلام کے نزدیک جیسا کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے یہ ہے کہ خالصۃً اس کی اطاعت ہو۔ اس کی اطاعت میں ریاء نہ ہو۔ تمام احکام الٰہی کی پیروی کی جائے۔ مثبت احکام کی مثبت طریق پر اور منفی احکام کی منفی طریق پر۔

فرمایا کہ کوئی زمیندار ہے کوئی ڈاکٹر ہے کوئی بار ایٹ لا ہے وغیرہ یہ تمہاری تدبیریں ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ جب تک تم اپنی تدابیر کو مخلصاً لہ الدین کے ماتحت رکھو گے تو تمہاری عبادتیں قبول ہوں گی اور جب ان میں اخلاص نہ ہوگا اور اطاعت نہ ہوگی تو یقیناً وہ قبول نہ ہوں گی۔

مجھے آپ کی ضرورت ہے

اس وقت اسلام کی اشاعت اور سربلندی کیلئے جماعت احمدیہ دنیا بھر میں تبلیغ و اشاعت کا جو عظیم الشان کام سرانجام دے رہی ہے اس کے لئے جماعت کو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو قرونِ اُولےٰ کے مسلمانوں بالخصوص صحابہ کرامؓ اور بالاخص حضرت ابوبکرؓ جیسی مالی قربانیوں کے پیش کرنے کا بے پناہ جذبہ اپنے دلوں میں رکھتے ہوں۔ اور جن کی مخلصانہ مالی قربانیوں سے دینِ اسلام کی وہ خدمت کما حقہٗ بجالائی جاسکے جس کے بجالانے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ ایسے معیاری مخلصین کی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ضرورت ہے۔ اسی سلسلہ میں، میں جماعت کے مخلصین سے دریافت کرتا ہوں کہ:-

۱۔ کیا آپ تحریکِ وقفِ جدید میں شریک ہیں؟ وقفِ جدید میں شرکت دو طرح سے ممکن ہے۔ یعنی ایک تو اس طرح کہ آپ وقفِ جدید کے ماتحت اپنی زندگی تبلیغ کے لئے وقف کردیں۔ اور دوسرے اس طرح کہ آپ وقفِ جدید کے مالی مطالبات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

۲۔ وقفِ جدید کی تحریک جاری کرتے وقت سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ خواہ مجھے اپنے کپڑے اور اپنے مکان تک فروخت کرنے پڑیں، میں اس تحریک کو آگے بڑھاؤں گا۔ کیا آپ اپنے محبوب آقا رضؓ کے اس جذبہ اور جوش کی پیروی کرنے کو تیار ہیں؟

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت کے ذریعہ سے روحانی رنگ میں غلبۂ اسلام کا فیصلہ آسمان پر ہو چکا ہے۔ کیا آپ کسی نہ کسی رنگ میں اس تحریک کے ذریعہ اسلام کی خدمت بجالا کر ثواب کے مستحق بننا چاہتے ہیں؟

۴۔ حضرت مصلح موعودؓ نے زندگی بھر اسلام کی اشاعت کے لئے بے مثال جہاد کر کے احمدیت کو آفاقِ عالم تک وسعت دی جس کے نتیجہ میں آج احمدیت اور احمدی ساری دنیا میں معزز ہیں۔ کیا آپ اس اعزاز کو قائم رکھنے بلکہ بڑھانے کے لئے کوئی مؤثر حصہ لے رہے ہیں؟ کم از کم وقفِ جدید کی تحریکات میں حصہ لے کر؟

اگر آپ خدانخواستہ کسی وجہ سے اب تک حضرت مصلح موعودؓ کی اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے تو نیکی کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ کیا آپ اپنی سستی اور غفلت کی تلافی کر کے اللہ تعالےٰ کے انعامات کے وارث بننا چاہتے ہیں؟

۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت مصلح موعودؓ کے لختِ جگر، ہمارے موجودہ قابلِ صد احترام امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ ہمیں قربانیوں کا معیار اور بلند کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ اور وقفِ جدید کے چندوں کو دوگنا کرنے کے لئے حضور کے ارشادات موصول ہو رہے ہیں۔ کیا آپ حضور کے ارشادات پر جلد لبیک کہنے کی سعادت حاصل کریں گے؟

بالآخر میں حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ

"اے خدا تو ہماری جماعت کے قلوب میں آپ قربانی کی تحریک پیدا کر۔ اے خدا تو اپنے فرشتوں کو نازل فرما جو لوگوں کو زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے پر آمادہ کریں اور اس آمادگی کے بعد پھر تو اپنے فرشتوں کو اس بات پر مامور فرما کہ جو لوگ وعدہ کریں وہ اپنے وعدوں کو جلد پورا بھی کریں۔" آمین

مرزا وسیم احمد
انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ایک وقف اور ایک چندہ

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ:-

"میں نے جماعت کے سامنے ارشاد و اصلاح کی ایک اہم تجویز پیش کی تھی جس کے دو حصے تھے۔ ایک وقف اور ایک چندہ۔ ہماری جماعت میں آسانی سے ایک لاکھ آدمی ایسا پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہم ایسا کریں تو رشد و اصلاح کی تحریک کو ہم بڑی آسانی کے ساتھ دُنیا کے چاروں طرف پھیلا سکتے ہیں .... ہماری جماعت میں اب بھی پچاس ساٹھ ہزار آدمی موجود ہے لیکن وہ آگے نہیں بڑھ رہا اور سستی دکھا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کو چیلنج کر رہا ہے کہ اس کو بدل کر اس کی جگہ اور آدمی پیدا کرے .... چندہ کا معاملہ جو وقف سے بہت سستا تھا .... اس میں بھی سستی ہو رہی ہے۔ یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے خدا ان کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے۔ اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔

پس میں اتمامِ حجت کے لئے ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں تاکہ مالی امداد کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو اور وقف کی طرف بھی۔"

وقفِ جدید کے سلسلہ میں حضورؓ کا مندرجہ بالا ارشاد اتنا واضح ہے کہ اس کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ اس بابرکت تحریک کے ماتحت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تعلیم اور تبلیغ کا جو کام ہو رہا ہے اس کے مفید نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

وقفِ جدید کے معلّمین کے ذریعہ سے جماعتوں میں تعلیم و تربیت کا کام لیا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت ضرورت کے مقابل پر معلّمین کی تعداد بھی اور چندہ وقفِ جدید کی مقدار بھی اتنی کم ہے کہ ضرورتِ حقّہ کو پورا کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر ہمیں کافی تعداد میں معلّمین میسر آجائیں اور پھر ہمارے فنڈز بھی ہمارا ساتھ دیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت بڑا کام سرانجام دیا جاسکتا ہے۔

امید ہے کہ جماعتیں اجتماعی طور پر اور افراد انفرادی طور پر اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں گے۔ اور پورے جوش کے ساتھ اس میں حصہ لیں گے۔ اللہ تعالےٰ سب کو توفیق بخشے۔ آمین

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

وہ دِن آ گئے ہیں جب ساری دُنیا احمدیت کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوگی

المصلح الموعودؓ

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کے موقعہ پر تبلیغ اور تربیت کے کام کو تیز تر کرنے کے لئے وقفِ جدید کی تحریک کا اعلان فرمایا تھا۔ تاکہ تبلیغِ اسلام کے کام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جائے اور اسلام کی روحانی سربلندی کا وقت جلد تر قریب آجائے۔ اس موقعہ پر حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:-

"وہ دن آ گئے ہیں جب ساری دُنیا احمدیت کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوگی اگر اس میں آپ کا حصہ نہیں ہوگا تو کتنی بدبختی ہوگی۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میری نگرانی میں اسلام کے بڑھنے کا دن دیکھو تو دعاؤں اور قربانیوں میں لگ جاؤ۔ تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے۔ اور جو کام ہم نے مل کر شروع کیا تھا وہ ہم اپنی آنکھوں سے کامیاب طور پر پورا ہوتا دیکھیں۔"

حضورؓ نے مزید فرمایا:-

"میرے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ جماعت خدا کے فضل سے بیداری سے کام لے رہی ہے۔ مگر کام کی اہمیت اور اس کی وسعت کو دیکھتے ہوئے ابھی آپ لوگوں کو قربانیوں کا معیار اور بھی بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دیہاتی جماعتوں کی تربیت لاکھوں روپے کے خرچ کی متقاضی ہے۔ پس میں جماعت کے افراد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں دعاؤں سے کام لیں اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں بھی پیش کریں تاکہ صحیح اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کیا جائے۔"

امید ہے کہ بھارت کے مخلص احباب و خواتین اپنے پیارے آقاؓ کے ان ارشادات پر صدقِ دل کے ساتھ لبیک کہیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کریں گے۔

چندہ وقفِ جدید میں

نئے شریک ہونے والے احباب

۱۔ مکرم مسعود احمد صاحب فضل یادگیر	۶ ـ ۰۰
۲۔ ” مولوی فضل الرحمٰن صاحب ”	۶ ـ ۰۰
۳۔ ” اہلیہ ” ” ”	۶ ـ ۰۰
۴۔ ” ناصر احمد صاحب شحنہ ”	۶ ـ ۰۰
۵۔ ” عبدالقیوم صاحب ”	۶ ـ ۰۰
۶۔ ” محمد علی صاحب ”	۶ ـ ۰۰
۷۔ ” محمد مخدوم صاحب ”	۶ ـ ۰۰
۸۔ ” غالب صاحب ”	۵ ـ ۰۰

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان سب افراد کو جزائے خیر بخشے۔ اور جلد اپنے وعدے ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بقایا داران وقفِ جدید

توجہ فرمائیں

۱۹۶۵ء کے بقایا داران کے جملہ حسابات تیار کر کے دفتر ہذا کی طرف سے جماعتوں کے صدر صاحبان کی خدمت میں بھجوائے جاچکے ہیں۔ صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ بقایا داران کو جلد ادائیگی کے لئے توجہ دلائیں۔ اور بقایا داران سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بقایا جلد ادا کر کے ممنون فرمائیں تاکہ اُن کے بقایا کی وجہ سے ہمارے بجٹ اور کام پر برا اثر نہ پڑے۔

سیکرٹریانِ مال سے درخواست ہے کہ وہ مرکز سے ارسال کردہ بقایا کی فہرستوں کا مقامی حسابات سے مقابلہ کر کے جو فرق ہو اس سے اطلاع دیں۔

انچارج وقفِ جدید

چندہ وقفِ جدید کی مقدار کو دوگنا کرنے کے سلسلہ میں

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہنے والے مخلصین کی دوسری فہرست

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے یہ تحریک فرمائی تھی کہ وقفِ جدید کے کاموں کو وسعت دینے کے لئے جماعت کے مخلصین اپنی قربانی کے معیار کو بلند کریں اور اپنے وعدوں کو کم از کم دوگنا کر دیں۔ حضور کی اس آواز پر جماعت کے بہت سے احباب نے لبیک کہا جن کی ایک فہرست قبل ازیں حضور کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہے اور اخبار بدر میں بھی وہ فہرست بغرضِ دعا شائع ہو چکی ہے اللہ تعالےٰ ان سب مخلصین کو جزائے خیر بخشے۔ آمین۔

اب اپنے وعدوں کو دوگنا کرنے والے مخلصین کی دوسری فہرست بھی حضور انور کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہے اور ان کے ناموں کی فہرست دعا کی غرض سے نیچے درج کی جا رہی ہے۔ احبابِ کرام اپنے ان مخلص بھائیوں اور بہنوں کے لئے دعا کریں۔

جیسا کہ احباب کو علم ہے "وقفِ جدید" کی تحریک ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جاری فرمائی تھی۔ جسے اللہ تعالےٰ نے مقبول بنایا اور جماعت نے والہانہ انداز میں حضورؓ کی آواز پر لبیک کہا۔ اور یہ تحریک اتنی کامیاب ہوئی کہ ہزاروں سعید روحیں اس کے ذریعہ سے احمدیت میں داخل ہوئیں اور خدا کے فضل سے یہ تحریک اپنی افادیت کے اعتبار سے روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ الحمد للہ۔

جماعتِ احمدیہ کو اپنے آقا حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ جو والہانہ عقیدت و محبت تھی اس کا تقاضا ہے کہ حضورؓ کی جاری فرمودہ تحریکات کو اسلام کی سربلندی کے لئے ہمیشہ زندہ رکھا جائے۔ ہمارا پیارا امامؓ وہ عظیم المرتبت ہستی تھی جس نے اپنی صحت کی پروا کئے بغیر اپنی ساری زندگی اسلام کی اشاعت اور سرورِ کونین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی سربلندی کے لئے وقف کئے رکھی۔ اور پھر جماعت کے اندر خدمتِ دین کے لئے ایک بے مثال تڑپ پیدا کر دی۔

جو احباب ابھی تک کسی وجہ سے اس تحریک میں شامل نہیں ہو سکے ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی غفلت اور سستی کو ترک کرتے ہوئے اس میں حصہ لیں اور جو احباب پہلے سے اس میں شامل ہیں وہ اپنی قربانی کے معیار کو بڑھاتے ہوئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں دوگنا کر دیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام احباب کو توفیق بخشے آمین۔

مرزا وسیم احمد
انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نمبر و نام	مقام	رقم
۱۔ مکرم سید مدار صاحب شیموگہ		۱۳ — ۲۰
۲۔ ،، ایس کے اختر حسین صاحب شیموگہ		۱۵ — ۰۰
۳۔ ،، میر عبد الجلیل صاحب	،،	۱۵ — ۵۰
۴۔ ،، شیخ محمود احمد صاحب طالبعلم	،،	۱۲ — ۰۰
۵۔ ،، عبد الصمد صاحب	،،	۱۴ — ۰۰
۶۔ ،، عبد الرؤف صاحب	،،	۱۵ — ۲۰
۷۔ ،، سید محمد جعفر صادق صاحب	،،	۱۴ — ۰۰
۸۔ ،، عبد الخالق صاحب	،،	۱۵ — ۰۰
۹۔ ،، محمد عقیل صاحب قریشی شاہجہانپور		۳۶ — ۰۰
۱۰۔ ،، ماسٹر حبیب احمد صاحب قریشی	،،	۱۲ — ۰۰
۱۱۔ ،، محمد فاروق صاحب قریشی	،،	۱۲ — ۰۰
۱۲۔ ،، محمد صادق صاحب قریشی	،،	۴۲ — ۰۰
۱۳۔ ،، منشی قمر الدین صاحب	،،	۱۲ — ۰۰
۱۴۔ ،، محمد عابد صاحب قریشی (آپ نے تین گنا اضافہ کیا ہے)	،،	۴۸ — ۰۰
۱۵۔ ،، محمد عبد الحفیظ صاحب	،،	۱۲ — ۰۰
۱۶۔ ،، سیٹھ محمد الیاس صاحب منجانب حضرت مصلح موعودؓ	یادگیر	۱۵ — ۰۰
۱۷۔ ،، ،، حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب	،،	۳۰ — ۰۰
۱۸۔ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر منجانب سیٹھ محمد عبد الحی صاحب		۳۰ — ۰۰
۱۹۔ ،، خود		۵۰ — ۰۰
۲۰۔ ،، مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غوری یادگیر		۲۴ — ۰۰
۲۱۔ ،، محمد رحمت اللہ صاحب غوری	،،	۲۰ — ۰۰
۲۲۔ ،، سیٹھ محمد ادریس صاحب ،، منجانب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل		۲۰ — ۰۰
۲۳۔ ،، سیٹھ نثار احمد صاحب منجانب برادر سیٹھ عبد اللطیف صاحب مرحوم		۲۲ — ۰۰
۲۴۔ ،، سیٹھ محمد ادریس صاحب	،،	۲۰ — ۰۰
۲۵۔ محترمہ رسول بی بی صاحبہ	،،	۲۰ — ۰۰
۲۶۔ ،، خواجہ بیگم صاحبہ	،،	۲۴ — ۰۰
۲۷۔ ،، فاطمہ بیگم صاحبہ	،،	۲۲ — ۰۰
۲۸۔ ،، امۃ الحی بیگم صاحبہ	،،	۱۸ — ۰۰
۲۹۔ مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری	،،	۱۸ — ۰۰
۳۰۔ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ	،،	۲۰ — ۰۰
۳۱۔ مکرم فیض احمد صاحب شحنہ	،،	۱۵ — ۰۰
۳۲۔ ،، مولوی محمد امام صاحب غوری	،،	۱۷ — ۰۰
۳۳۔ ،، محمد علی صاحب گدّے	،،	۱۶ — ۰۰
۳۴۔ ،، بشیر الدین احمد صاحب	یادگیر	۱۵ — ۵۰
۳۵۔ مکرم محمد خواجہ صاحب غوری	،،	۱۵ — ۰۰
۳۶۔ ،، محمد عبد المجیب صاحب گلبرگی	،،	۱۴ — ۰۰
۳۷۔ ،، عبد الرحیم صاحب	،،	۱۳ — ۰۰
۳۸۔ ،، نذیر احمد صاحب چودھری	،،	۱۴ — ۵۰
۳۹۔ ،، منجانب والد مرحوم	،،	۱۹ — ۰۰
۴۰۔ ،، محمد محسن صاحب کنٹریکٹر	،،	۲۱ — ۰۰
۴۱۔ ،، مبارک احمد صاحب	،،	۱۵ — ۰۰
۴۲۔ مکرمہ کشوری شاہین صاحبہ	،،	۱۵ — ۰۰
۴۳۔ ،، نفیسہ بیگم صاحبہ	،،	۱۸ — ۵۰
۴۴۔ ،، محبوب بی صاحبہ شحنہ	،،	۱۴ — ۰۰
۴۵۔ ،، رشیدہ جہاں بیگم صاحبہ	،،	۱۶ — ۰۰
۴۶۔ ،، زاہدی بیگم صاحبہ بشیر الدین صاحب	،،	۱۳ — ۵۰
۴۷۔ ،، عائشہ صدیقہ صاحبہ	،،	۱۸ — ۰۰
۴۸۔ مکرم سیٹھ نثار احمد صاحب	،،	۲۰ — ۰۰
۴۹۔ ،، سیٹھ محمد عبد الصمد صاحب	،،	۲۰ — ۰۰
۵۰۔ ،، عبد الغنی صاحب کلور	،،	۶ — ۰۰
۵۱۔ ،، عبد العظیم صاحب گلبرگہ	،،	۵ — ۰۰
۵۲۔ ،، خلیل احمد صاحب	،،	۱۲ — ۰۰
۵۳۔ ،، عبد الرشید صاحب شحنہ	،،	۱۳ — ۰۰
۵۴۔ ،، محمد عثمان صاحب	،،	۱۲ — ۵۰
۵۵۔ ،، محمود احمد صاحب غوری	،،	۱۴ — ۰۰
۵۶۔ ،، محمد جعفر صاحب	،،	۱۴ — ۰۰
۵۷۔ ،، ظفر احمد صاحب تیرگر	،،	۱۲ — ۵۰
۵۸۔ مکرمہ رقیہ مظہر سلطانہ صاحبہ	،،	۱۴ — ۰۰
۵۹۔ مکرم عبد الرؤف صاحب	،،	۵ — ۰۰
۶۰۔ ،، عبد الشکور صاحب	،،	۱۳ — ۰۰
۶۱۔ ،، مکرم محمد زکریا صاحب	یادگیر	۱۵ — ۰۰
۶۲۔ ،، محمد نصرت اللہ صاحب غوری	،،	۱۶ — ۰۰
۶۳۔ مکرمہ راشدہ بیگم صاحبہ	،،	۱۸ — ۰۰
۶۴۔ ،، مبارکہ بیگم صاحبہ	،،	۱۸ — ۰۰
۶۵۔ ،، سیٹھ محمد ادریس صاحب ،، منجانب والد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل مرحوم		۲۰ — ۰۰
۶۶۔ ،، عبد السمیع و منصور احمد صاحبان	یادگیر	۲۰ — ۰۰
۶۷۔ ،، وکیع احمد و مجیب احمد صاحبان	،،	۱۴ — ۰۰
۶۸۔ ،، صالحہ طیبہ و ناصرہ بیگم صاحبہ	،،	۱۴ — ۰۰
۶۹۔ ،، عبد الرفیق صاحب شحنہ	،،	۱۲ — ۰۰
۷۰۔ ،، عبد السلام صاحب گلبرگہ	،،	۱۲ — ۰۰
۷۱۔ ،، عبد القادر صاحب پینٹر	،،	۱۲ — ۰۰
۷۲۔ ،، امۃ المتین و امۃ الباسط صاحبہ	،،	۲۰ — ۰۰
۷۳۔ ،، عبد العزیز خاں صاحب پینٹر	،،	۱۲ — ۰۰
۷۴۔ ،، محمد عثمان صاحب	،،	۱۵ — ۰۰
۷۵۔ ،، عبد الرزاق صاحب	،،	۱۲ — ۰۰
۷۶۔ ،، عبد الواحد صاحب زرگر	،،	۴ — ۰۰
۷۷۔ ،، پیر محمد صاحب	،،	۱۲ — ۰۰
۷۸۔ ،، حاجی محمد محسن صاحب	،،	۱۳ — ۰۰
۷۹۔ ،، محمد اسمٰعیل صاحب	،،	۶ — ۰۰
۸۰۔ ،، ولی الدین صاحب	،،	۴ — ۰۰
۸۱۔ مکرمہ رحیم النساء بیگم صاحبہ	،،	۷ — ۰۰
۸۲۔ مکرم عبد السلام صاحب فضل	،،	۱۳ — ۰۰
۸۳۔ ،، خواجہ عبد الستار صاحب درویش قادیان۔ انہوں نے چھ روپیہ کے حساب سے ۹ سال کی رقم کے برابر وعدہ کیا ہے اور ۳۵ روپیہ ادا کر دیا		۵۴ — ۰۰

ارشاد سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

" میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو اور خدمتِ اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کر دو۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ یہ دعا کر چکے ہیں کہ

" اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل کر اور آفات و مصائب سے اسے محفوظ رکھ "

پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے بھی حصہ لے گا۔ اور میری دعاؤں سے بھی "

سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ :-

" یاد رکھو مجھے روپے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا تعالیٰ کے لئے، اس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندہ میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ نہیں لو گے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ۔ "

اس لئے میں جماعت کے بھائیوں اور بہنوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ

صرف احمدی کہلانا یا بیعت کر لینا کافی نہیں

بلکہ آپ کا فرض ہے کہ قرآن کریم کی اور اسلام کی دنیا میں عزت قائم کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنے والے ہوں لیکن یہ کام ہرگز نہیں ہو سکے گا جب تک کہ دل میں اس کی محبت نہ ہو۔ جب تک کہ قرآن پاک کا علم آپ کو حاصل نہ ہو۔ جب تک کہ آپ اس کو کما حقہٗ سمجھنے والے نہ ہوں اور جب تک کہ ہمیشہ اس کے متعلق غور و فکر کرنے والے نہ ہوں۔

پس جب تک آپ قرآن کریم کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں

کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی اور دنیا کی نگاہ میں بھی کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر آپ نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنا ہے اور اگر آپ نے اس غرض کو جس کے لئے یہ جماعت قائم کی گئی ہے حاصل کرنا ہے تو ضروری ہے کہ آپ قرآن کریم سے پیار کرنے والے ہوں۔ اس طرح کہ اس کے تمام احکام پر عمل کرنے والے ہوں قرآن کریم کی عزت کرنے والے ہوں قرآن کریم کے نور سے خود بھی منور ہوں اور پھر اس نور کی دنیا میں اشاعت بھی کریں۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں صحیح معنے میں حقیقی احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔ (الفضل ۴ پ ۲)

* * * * * * * * *

عیسائیوں کے نئے نئے مغالطوں اور مولانا دریابادی صاحب کے جوابات کی حقیقت

اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسیح ناصریؑ پر فضیلت

(۴)

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(ب) ہم پھر اصل مضمون کی طرف رجوع کرکے عرض کرتے ہیں کہ مسیحی صاحبان کو قرآن اور مسلمانوں کے عقائد کی طرف رخ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ اگر خود اپنی ہی کتب کو دیکھ لیتے تو ان پر یہ بات عیاں ہو سکتی تھی کہ کئی امور میں دوسرے لوگوں کو مسیحؑ کے مقابلہ میں یا تو برابری حاصل ہے یا برتری۔ پھر وہ کیوں ان دوسرے لوگوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں بلکہ مسیحؑ کی فضیلت کا اعلان کرتے پھرتے ہیں۔ مثلاً موسیٰؑ نے بہت سے معجزے دکھائے مگر مسیحؑ نے بقول انجیل مطالبہ نشان پر کوئی معجزہ و نشان نہ دکھایا بلکہ صاف کہہ دیا کہ صرف ایک نشان یونس والا ان کو دکھایا جائے گا مگر بقول مسیحی صاحبان وہ بھی دکھا نہ سکے اور صلیب پر مر کر جان دے دی۔ حالانکہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے تھے اور زندہ ہی نکلے تھے مگر بقول ان کے مسیحؑ صلیب سے زندہ بچ کر نہ نکل سکے۔

اگر بقول مسیحی صاحبان مسیحؑ نے کثیر مردے زندہ کئے تھے تو یہ بھی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ الیشع کی لاش نے مردہ زندہ کر دکھایا پھر الیشع کی لاش اور مسیحؑ میں سے کون برتر ٹھہرا۔ اگر اس بنا پر مسیحؑ خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے تو وہ لاش کیوں خدا یا خدا کا بیٹا کہلانے کی مستحق نہیں۔ بلکہ وہ تو ڈبل خدا کہلانے کی مستحق ہونی چاہیئے۔ ایسا ہی آدمؑ اور ملک صدق سالم دونوں ہی بلا ماں باپ پیدا ہوتے تھے۔ اگر اس قسم کی تخلیق کی بناء پر مسیحؑ کو امتیاز حاصل ہے تو ان کو وہ امتیاز کیوں حاصل نہیں۔ وہ کیوں خدا نہ تسلیم کئے گئے۔ بلکہ ان کو تو مسیحؑ کے مقابلہ میں بڑھ چڑھ کر خدا ماننا چاہیئے تھا کیا یہ کوئی کم منفیعت کا ثبوت ہے۔ اگر مسیحیوں کے اس استدلال کو اپنایا جائے تو یقیناً بقول بائیبل کئی لوگوں کو مسیحیوں کے خداوند یسوع پر فضیلت ماننی لازم آتی ہے۔

پھر بقول بائیبل الیاسؑ نبی مسیحؑ سے قبل آسمان پر جا کر بیٹھے ہیں اور لکھا ہے کہ ان کی آمد مسیحؑ کی واپسی سے قبل ضروری ہے۔ پھر الیاسؑ کو کیوں خدائی واجبیت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ بلکہ الیاس کی اس آسمانی زندگی اور دوبارہ آمد کا یقین یہود پر اس قدر غالب چلا آ رہا ہے کہ اس نے ان کی نظر میں مسیحؑ ناصری کی صداقت کو مخدوش کر رکھا ہے۔ وہ اب تک منتظر ہیں کہ جب تک الیاس آسمان سے واپس نہ آئے کوئی مسیح نہیں آ سکتا۔ پھر عیسائی کیوں الیاس کی آسمان سے دوبارہ آمد کو نظر انداز کرکے مسیح کے دعوے کو صحیح تسلیم کر رہے ہیں۔ اور مسیحؑ کو آسمان پر چڑھا کر خدا یا خدا کا بیٹا قرار دے رہے ہیں اور الیاس کو وہ کیوں یہ درجہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ بہرحال یہ باتیں مسیحیوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی تھیں۔ مگر وہ ان کی طرف سے اپنی آنکھیں پھیر کر اپنے تعصب اور پُر فریب چالوں کو کام میں لا کر لوگوں کو راہ راست پر لانے کی بجائے اور بھی گمراہ کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس بارہ میں اور بھی بہت کچھ پیش کیا جا سکتا ہے۔ مگر اب اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ کیا خدا تعالیٰ کو اس بات کی قدرت نہ تھی کہ وہ مسیحؑ کو بھی زمین ہی پر رکھ کر ان کی حفاظت کرتا۔ آخر اس نے دوسرے انبیاء کی اسی زمین پر حفاظت کی تھی ان کو آسمان پر لے جانے میں کیا حکمت اتنی رکھی ضرورت تو زمین پر تھی اسکو آسمان پر لیا اگر بیٹا بچانے سے خدا کا کیا نقصان تھا پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا خدا کو بھی تو پیدا ہونے والی چاہئے تھا۔ بیٹا اگر کو بچھڑتا۔ اگر کچھ عرصہ وہ زندہ کا بیٹا تھا اسے ہی محفوظ رکھنا ضروری تھی اور اس کی واپسی لازمی تھی تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ بیٹے کی یہاں ہی حفاظت کرکے اس کی شان ظاہر کی جاتی اور پھر دشمنوں کے سامنے ان سے کام کروا کر دشمنوں پر غلبہ کیا جاتا۔ بلکہ ان کو ان پر غلبہ عطا کرکے اس کی ابنیت کو ان پر ثابت کرکے دکھایا جاتا مگر اب تو ان میں سے کوئی بات بھی ظہور میں نہ آئی۔

اور جبکہ یہ بات ظاہر ہے کہ مسیحؑ اپنی پہلی آمد میں مغلوب رہے اور دشمنوں کے ہاتھوں میں پڑ کر اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکے اور جو کام ان کے ذمہ لگایا گیا تھا اسے وہ اپنی زندگی میں سر انجام نہ دے سکے اور دشمنوں کے ڈر سے ان کو یہاں سے لے جانا ضروری سمجھا گیا تو کس طرح یہ امید کی جا سکتی ہے کہ دوبارہ آمد کے وقت وہ اپنے دشمنوں سے محفوظ ہوں گے اور دشمن ان کو کسی کام کے کرنے کا موقع دیں گے۔ اور وہ دشمنوں پر غالب آ سکیں گے اور پھر امت محمدیہ کی اصلاح کرنے میں بھی وہ کامیاب و بامراد ہو جائیں گے۔ ان کا سابقہ تجربہ تو قطعاً ان کے بارہ میں اس قسم کی امید قائم نہیں رہنے دیتا۔ بلکہ یہی بتاتا ہے کہ اگر وہ بالفرض آ بھی گئے تو اپنے دشمنوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور نہ ہی وہ کسی کام کے سر انجام دینے کے اہل ہوں گے۔ ان امور سے ظاہر ہے کہ ان کی واپسی کا خیال سراسر محال ہے۔ اگر بقول عیسائی حضرات واپس آ بھی جائیں تو پہلے کی طرح ان کی ناکامی یقینی اور قطعی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ خدا ان مدد کے لئے فرشتے ان کے ساتھ بھیج دے گا۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان کی اس بے بسی کی وجہ سے خدا نے پہلی آمد کے وقت کیوں فرشتوں کو ساتھ نہ بھیجا جس کی وجہ سے وہ کوئی کام نہ کر سکے نہ کوئی انقلاب پیدا کر سکے گویا آنے کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔ نہ ہی سلطنت دلا سکے۔ اور ناکامی کے بعد کہہ دیا کہ میری حکومت آسمانی ہے۔ حالانکہ پہلے کپڑے بیچ کر ہتھیار خریدنے کے لئے حواریوں کو حکم دے چکے تھے۔ اس ناکام آمد اولیٰ کے بعد ان سے مزید کوئی توقع ہو سکتی ہے۔

مسیحؑ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

مسیحؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگیوں کے حالات و واقعات کا موازنہ کرنے سے مسیحؑ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی افضلیت نمایاں طور پر ثابت ہے۔ مثلاً بقول انجیل گرفتاری پا کر مسیحیوں کے خدا کی جان پر بن آئی۔ پھر ان کے اپنے حواریوں میں سے بعض نے ان کو پکڑوا دیا۔ لعنت کی۔ عین وقت پر جبکہ ان کی مدد کی ضرورت تھی۔ تتر بتر ہو گئے بعض

صاف انکار کر دیا اور مسیح دشمنوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے اور ہر طرح مغلوب ہو گئے دشمنوں نے پکڑ کر ذلیل کرنے کے لئے ان کا مذاق اڑایا۔ سر پر کانٹوں کا تاج پہنایا۔ منہ پر تھوکا۔ صلیب اٹھوائی پھر صلیب پر لٹکا دیا۔ اور باقی مسیحیوں کے نزدیک چلا چلا کر جان دے دی۔ اس کی دعا بقول ان کے نہ سنی گئی۔ اور وہ لعنتی موت کا شکار ہو کر جھوٹا ثابت ہوا۔ مگر اس کے بالمقابل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ الوہیت کا دعویٰ نہ تھا بلکہ صرف یہ دعویٰ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کا عاجز بندہ ہوں۔ خدا تعالیٰ نے شروع دعویٰ میں آپ کو اپنی دائمی حمایت و مدد کا یقین دلاتے ہوئے فرما دیا تھا کہ الیس اللہ بکاف عبدہ کہ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ یعنی خدا اپنے بندہ کے لئے ضرور کافی ہے۔ چنانچہ دشمنوں نے آپ کو رسوا اور قتل کرنے کیلئے پورا زور مارا۔ منصوبے بنائے۔ قتل کے لئے انعام کا اعلان کروائے۔ مگر پھر بھی وہ سب ناکام و نامراد رہے۔ آپ کو ذلیل اور مغلوب نہ کر سکے۔ ہجرت کے وقت آپ دشمنوں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر ان کے سر پر سے نکل گئے۔ تعاقب کے وقت اللہ تعالیٰ نے سراقہ کو ناکام رکھا۔ پھر دشمن غار کے سر پر بھی جا پہنچے مگر مسیح کی طرح کوئی گھبراہٹ آپ پر طاری نہ ہوئی۔ بلکہ آپ نے اپنے ساتھی کو تسلی دی اور فرمایا ان اللہ معنا کہ خدا ہماری مدد کے لئے ہمارے ساتھ ہے یہ کہہ کر اپنے ساتھی کو خدا کا مذکورہ وعدہ یاد دلایا کہ خدا ہر وقت ہمارا محافظ ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے دشمن کے منصوبہ کو ناکام بنا دیا۔ اور آپ کو ان کے ہاتھوں میں پڑنے سے بچا لیا۔ اور اپنے وعدہ کے مطابق کہ خدا تیری حفاظت کرے گا اور دشمنوں کے منصوبہ کو ناکام بنا دے گا اور تجھے کامیاب و کامران کرے گا آپ کو اس نے محفوظ رکھا۔ جنگ احد میں دشمنوں نے مسیح کی طرح آپ کو زخمی بھی کر دیا اور آپ انہی کی طرح بے ہوش بھی ہو گئے۔ اور آپ کی بھی وفات کی خبر پھیل گئی۔ مگر پھر بھی دشمن غالب نہ آ سکا اور اس طرح وہ قتل کے منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بالآخر دشمنوں کے جملہ منصوبے خاک میں مل گئے۔ اور آپ ان پر غالب آ گئے اور آپ کو ان پر فتح حاصل ہو گئی۔ اور یوں خدا تعالیٰ ہر موقعہ پر دشمنوں کے مقابلہ پر آپ کے لئے کافی ہوا اور آپ کی ان سے حفاظت کرتا رہا اور وہ آپ پر کبھی قابو نہ پا سکے نہ آپ پر غالب آ سکے مگر مسیح بقول انجیل دشمنوں کے ہاتھوں میں ایسا پڑا کہ پھر نہ نکل سکا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

. . . .

دشمنوں کے اس مطالبہ پر کہ وہ صلیب پر سے اتر کر اپنی خدائی اور الوہیت کا ثبوت دے۔ نہ زبان سے کچھ جواب دے سکا اور نہ ہی ان کے چنگل سے اپنے آپ کو چھڑا سکا۔ بلکہ ان کے ہاتھ میں صلیب پر جان دے کر ہمیشہ کے لئے مطابق بائیبل ایک ملعونیت پر مہر لگا گیا۔ اور یہ ثابت کر گیا کہ خدا کو اس نرالے بیٹے کی ذرا بھی پرواہ نہیں۔ بلکہ وہ جھوٹے دعوے کی وجہ سے چاہتا تھا کہ وہ ایسی موت مرکر یہودیوں کے منصوبوں کو سچا ثابت کرے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نے دشمنوں کی پے در پے فوج کشی کے باوجود فاتح جرنیل بنا دیا۔ اور آپ بائیبل کی پیشگوئیوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیات کے مطابق واپس مکہ میں آ گئے اور دشمن آپ کا مقابلہ کرنے سے عاجز و درماندہ رہا۔ اب دیکھ لیں کہ ایک طرف مسیحیوں کا خدا اسکا ہے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کا عاجز و بیکس نبی مگر مسیحیوں کا خدا کس طرح ذلیل و مغلوب ہو گیا۔ اور مسلمانوں کا نبی کس طرح دشمنوں پر غالب آیا اور آپ کا مقصد آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ یہ وہ خصوصیت اور برتری و امتیاز و افضلیت ہے جو نہ مسیح کو حاصل ہو سکی نہ دیگر پیشوایان مذاہب میں سے کسی کو مسیح کے حواری تو عین نزاکت کے موقع پر فرار ہو گئے تھے اور مسیح کو دشمنوں کے ہاتھوں میں دیکھ کر ان کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ اس نے کوئی بھی ساتھ نہ رہا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ نے جو صحابہ کرام کی جماعت کر دی تھی اس نے کسی ایک موقع پر بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔ اگر وہ پہلے آپ کے جانی دشمن تھے۔ تو آپ کو پہچاننے کے بعد آپ کے عاشق صادق بن گئے۔ اور اپنی جان و مال عزت و اولاد سب کچھ آپ پر نثار و قربان کر دیا۔ آپ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہا کر اپنی کامل محبت و اطاعت و جاں نثاری کا ثبوت دیا۔ یہ چیز مسیح کو ان کی زندگی میں دیکھنی کہاں نصیب ہوئی۔

جو باتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی افضلیت کا باعث ہیں اور دلوں کو موہ لینے والی ہیں ۔ ان میں سے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کی تعلیم ہمیشہ کے لئے زندہ اور ثمرات حسنہ ہے اور وہ ہر زمانہ میں پھل دیتی رہی ہے اور اب بھی دے رہی ہے۔ اور آئندہ بھی دیتی رہے گی یہ بات کسی اور مذہب کو حاصل نہیں۔ فرض کیجئے کہ کسی مذہب کا درخت محفوظ بھی ہو اور ہرا بھرا بھی ہو لیکن اگر وہ اب پھل نہیں دیتا تو وہ اپنا اصل مقصد کھو چکا ہے۔ بخلاف اس کے اسلام کا درخت ہمیشہ کے لئے محفوظ ہے اور ہرا بھرا بھی اور ہمیشہ کے لئے پھل دار بھی۔ وہ پہلے بھی پھل دیتا رہا ہے اور اب بھی پھل دے رہا ہے۔ اس لئے وہی اس قابل ہے کہ انسان اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کے پھل سے فائدہ اٹھائے مسیح نے بھی فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے قرآن کریم نے ان کے اس پیش کردہ اصل کو درست قرار دیا ہے۔ اور اس کے مطابق تمام اہل مذاہب کو اسلام کے ساتھ مقابلہ کی دعوت دی ہے کہ پھلوں کے ذریعہ درخت کی قدر و قیمت پہچانیں۔

چنانچہ فرمایا ہے:۔

ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ
اصلھا ثابت وفرعھا فی
السماء تؤتی اکلھا کل
حین باذن ربھا۔

کہ درخت اسلام ہمیشہ کے لئے محفوظ ہے۔ اور سرسبز ہے۔ وہ عالمگیر ہے۔ اور قائم و دائم ہے اور وہ اپنا پھل ہمیشہ دیتا رہتا ہے اور ہمیشہ دیتا رہے گا۔ یہ اس کا امتیاز خصوصی ہے جو کسی اور مذہب کو حاصل نہیں۔ اسلامی تعلیم دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ہر زمانہ میں اپنے ساتھ تازہ بتازہ پھل رکھتی ہے اور کوئی بھی زمانہ ایسا نہیں ہو سکتا جبکہ وہ تازہ بتازہ پھلوں سے محروم ہو جائے قرآن کریم کو یہ وہ برتری حاصل ہے جس کے سامنے آنے کی کبھی کسی مذہب والوں کو جرأت نہیں ہوئی اور نہ اب ہو سکتی ہے یہ تحدی و چیلنج چودہ سو سال سے مسیحی صاحبان کے بھی سامنے موجود چلا آ رہا ہے۔ مگر وہ کبھی اس اصل کے ذریعہ سے حق و باطل میں فرق کرنے اور امتیاز دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور وہ تیار ہو بھی کیسے سکتے تھے جبکہ ان کا درخت تازہ بتازہ پھلوں سے خالی پڑا ہے۔

اس موجودہ زمانہ میں بھی اس چیلنج کے تکرار اور تازہ بتازہ پھلوں کے پیش کئے جانے پر بھی وہ حرکت میں نہیں آتے۔ اور نہ ہی انہیں اب اس بات کی جرأت ہے کہ وہ اسلام کی طرف سے تازہ بتازہ پیش کئے جانے والے پھلوں کی تردید کر سکیں یا خود میدان عمل میں نکل کر عیسائیوں کے تازہ بتازہ جوہر دکھائیں۔ اور اس کی زندگی کا ثبوت پیش کریں ؏

اعلان دعا

(از نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

مکرم حبیب الرحمٰن صاحب آف پوری کے ایک ہندو دوست مسٹی ڈی۔ این مہنتو سیکنڈ انپسر پولیس آف پوری کے ہاں عرصہ سولہ سال سے کوئی نرینہ اولاد نہیں وہ درخواست کرتے ہیں کہ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے نرینہ اولاد عطا فرمائے اور ہمارے لئے آنکھ کی ٹھنڈک کا موجب ہو۔ لہٰذا احباب موصوف کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اولاد کے بارہ میں خدا تعالیٰ انکی خواہش کو بر لائے۔ آمین۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ناظم جائیداد قادیان کو مورخہ ۲۸ ر اگست بروز اتوار اہلیہ ثانی سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان کرام کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صالح خادم دین بنائے۔ اور لمبی زندگی سے نوازتے ہوئے والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔

محترم ملک صاحب کے ہاں اہلیہ اول سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور اہلیہ ثانی سے اس سے قبل ایک بیٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ خاکسار محمد عبد اللہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست دعا۔ (۱) لکھنؤ سے میرے عزیز سید بشیر احمد کی طرف سے مجھے یکے بعد دیگرے دو تار موصول ہوئے ہیں کہ انکا بچہ بہت سخت بیمار ہے جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہے۔ بحضور بزرگان و احباب جماعت کی خدمت درخواست دعا ہے کہ عزیز کو صحت اور درازی عمر کے لئے دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۲) کیرنگ کے ایک مخلص دوست مکرم شیخ علی احمد صاحب کے ہاں شادی کے بعد دس بارہ سال سے اولاد نہیں ہوئی اب انکا خط موصول ہوا ہے کہ انکے ہاں بفضل تعالیٰ امید واری ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک عمر [illegible]

سیاسی مدبرین کے بعض افکار

مذہب و سیاست اور سائنس اور روحانیت کا تجزیہ

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ صوبہ بہار

نوٹ :- مندرجہ ذیل مضمون میں مدبرین سیاست کے مختلف بیانات کی ترجمانی تعلیق سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہمارے یہ مدبرین سیاست بھی در حقیقت لمبے تجربات کے بعد روحانیت کے اسی نکتہ کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہے ہیں جسے احمدیت نے قبل از یں زیادہ جامعیت کے ساتھ پیش کیا۔

" مذہب اور سیاست کے دن گذر گئے اور اب دنیا کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ ہے سائنس اور روحانیت شری ونوبا بھاوے کے اس قول سے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ یہ وہ قول ہے جسے ان کے والد اکثر اوقات دہرایا کرتے تھے کیونکہ اس سے وہ متاثر تھے اور میں سمجھتی ہوں کہ ان کی اصل فکر کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔"

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا یہ بیان اخبار "ساتھی" پٹنہ مورخہ ۱۶ اگست سے نقل کیا گیا ہے۔ جس میں شری ونوبا بھاوے اور شری نہرو جیسی اہم شخصیتوں کا نام لے کر شری نہرو کے انداز فکر کا خلاصہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہی وجہ اس بیان کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج مذاہب عالم کے متبعین کے عقائد و اعمال میں مایوس کن ابتری اور اہل سیاست کے انداز فکر اور تعامل میں غیر اخلاقی اقدار نے انسانی قلوب میں ایک اضطراب عظیم پیدا کر دیا ہے جسے دیکھ کر مدبرین مذہب اور سیاست کے متعلق یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ " اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی "۔

مذہب اور سیاست

دھوکا، فریب، جھوٹ، رشوت، بد عہدی، بد دیانتی، اور اسی قسم کی دوسری بد عنوانیاں آج ہمارے معاشرے پر چھائی ہوئی ہیں۔ اور جھوٹ جو تمام برائیوں کا منبع ہے دور حاضرہ کی سیاست کا جزو لاینفک ہے۔ اہل سیاست نہ صرف یہ کہ سیاست میں جھوٹ بولنا جائز قرار دیتے ہیں بلکہ بوقت ضرورت اس پر عمل کرنا ضروری بھی یقین کرتے ہیں۔ اور قابل فخر بھی۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی فرد یا معاشرہ میں جب بد عنوانیاں غلبہ پا لیتی ہیں تو وہ فرد یا معاشرہ انسانی اقدار سے نیچے گر جاتا ہے اور اسے کبھی بھی قلبی سکون حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے مدبرین سیاست میدان سیاست کا مشاہدہ اور تجربہ کرنے کے بعد پکار اُٹھے ہیں کہ :-

" مذہب اور سیاست کے دن گذر گئے "

دنیا کا جدید ترین مذہب اسلام در حقیقت دورِ حاضرہ میں جملہ مذاہب اقوام عالم کی صحیح نمائندگی کر رہا ہے اور اس میں جملہ مذاہب کی قائم رہنے والی تعلیم بھی جمع کر دی گئی ہے۔ اسلام کے اصول ایسے مقدس ٹل اور بے نظیر ہیں کہ لمبے تجربات کے بعد دیگر اقوام ان اصولوں کو اپنانے کے لئے مجبور کی جا رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر مسلمان علماء آئے دن نئی نئی پارٹیاں اور نئے نئے فرقے مذہب اور اسلام کے نام پر بناتے رہتے ہیں لیکن ان میں چونکہ " روحانیت " مفقود ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اسلام کے پاکیزہ اصولوں سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ چنانچہ ان جمعیتوں کا آغاز تو مذہب، مذہب اور اسلام، اسلام اور اقامت دین کے پر کشش نعروں سے ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد سیاست کے کھیل ان کے قلوب کو لبھانے لگتے ہیں اور یہ لوگ " اسلام سیاست ہے " اور سیاست اسلام ہے " کے نعرے لگانے لگتے ہیں۔ اور ان کا اوڑھنا اور بچھونا سیاست ہی ہو جاتا ہے۔ پھر ان کی آخری سٹیج یہ ہوتی ہے کہ یہ لوگ دورِ حاضرہ کی سیاست میں لاؤڈ سپیکر سمیت کود جاتے ہیں اور ترقی کی بجائے رجعت قہقری کے شکار بن جاتے ہیں۔

شاید اسی مشاہدہ کا اثر تھا کہ مرکزی وزیر جناب فخر الدین احمد نے فرمایا :-

" جدید معاشرہ بے حد پیچیدہ ہے مذہب بیسویں صدی کے مسائل حل نہیں کر سکتا " (پرتاپ جالندھر ۲۶ ؍ ۶ ؍ ۶۶ء)

شری نہرو

مذکورۃ الصدر بیان میں شری نہرو کے انداز فکر کا خلاصہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ لیکن بسا اوقات تجربات کے بعد انسان اپنے نظریات میں اصلاح کر لیا کرتا ہے۔ شری نہرو نے بھی اپنے اس انداز فکر میں بالآخر قدرے اصلاح کر کے یہ بیان بھی دیا تھا کہ :-

" ہماری مشکلات کا حل کمیونزم یا کیپٹلزم وغیرہ میں نہیں ہے۔ ہماری مشکلات کا حقیقی حل مذہب ضرور پیش کرتا ہے لیکن دور حاضرہ میں مذہب اس قدر دبیز پردوں میں دب گیا ہے کہ حقیقت کا کچھ پتہ نہیں چلتا " (مفہوم)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ شری نہرو کے دل میں عمر کے آخری حصہ میں مذہب کے حق میں ایک کرن ضرور پھوٹی تھی لیکن مذہبی اجارہ داروں کے اخلاق و اعمال اور کردار میں بے راہ روی کے مشاہدہ کے بعد یہ کرن دب کر رہ گئی۔ اور بین السطور شری نہرو نے اقرار کر لیا تھا کہ دورِ حاضرہ کے یہ مذہبی اجارہ داروں کو شکست دے کر مذہبی صداقتوں کو دنیا میں قائم کر دینا انسانی طاقت سے بالا ہے۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

شری نندہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حکومت کا ڈنڈا جو سیاست کے ذریعہ سے انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ بد عنوانیوں کو ختم کر سکتا ہے۔ لیکن دور حاضرہ کی بد عنوانیاں کچھ ایسا رنگ پکڑ گئی ہیں کہ حکومت کا ڈنڈا بھی اس کا کوئی حقیقی علاج تلاش نہیں کر سکا۔ اس کا ثبوت شری گلزاری لال نندہ وزیر داخلہ بھارت کے عزم و بیان سے بھی ملتا ہے جو آپ نے آج سے قریباً تین سال قبل فرمایا تھا کہ اگر دو سال کے اندر اندر حکومت کی مشینری میں پھیلی ہوئی بد عنوانیوں کو ختم نہیں کر دوں گا تو اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو جاؤں گا۔ شری نندہ نے اس کے مطابق حکومت کی قوت و طاقت سے کام لے کر اس کے لئے سر توڑ کوشش بھی کی۔ مگر بالآخر شری نندہ نے اعتراف کیا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ موجودہ لوقت بگڑے ہوئے معاشرہ سے بد عنوانیوں کو دور کرنا انسانی طاقت سے بالا ہے۔

مذہب اور سائنس

جب ایسے مدبرین مذاہب اور سیاست سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ تو ان کی نگاہ سائنس پر پڑتی ہے۔ جس نے دورِ حاضرہ میں انسانوں کو مادی عفریت بنا کر کھڑا کر دیا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ سائنس نے بنی نوع انسان کے سامنے کچھ اس انداز سے ... بے پناہ خزانے انڈیل دیئے کہ جس کی مثال گذشتہ زمانوں میں نہیں ملتی۔ اور بنی نوع انسان کو اس قدر ایک دوسرے کے قریب کر رہا ہے کہ گویا تمام دنیا ایک ہی شہر کی آبادی ہو گئی ہے۔ بعض لوگ مذہب اور سائنس میں تضاد بتاتے ہیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہب خدا کا قول اور سائنس خدا کا فعل جس طرح زمینی پانی ایک وقت تک ہی زمینی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد آسمانی بارش کی سخت ضرورت محسوس کی جاتی ہے اسی طرح عقل انسانی جو سائنس کی مصدر اور منبع ہے۔ ایک وقت تک ہی اپنی کرشمہ سازیاں دکھایا کرتی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد عقل انسانی ٹھوکریں کھانے لگتی ہے اور پھر اس کی رہنمائی کے لئے آسمانی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے مقدس نبیوں کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ ع

عقل خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو

اور جب زمین پر بارش ہو رہی ہوتی ہے تو زمین کے کنوؤں کا پانی بھی سطح زمین کی طرف اُونچا اُٹھنے لگتا ہے۔ اسی طرح جب کسی مامور من اللہ پر وحی نازل ہو رہی ہوتی ہے۔ تو اس وقت انسانی عقول میں بھی ایک ... پیدا ہوتا ہے۔ اور سائنسی علوم میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ پس دورِ حاضرہ کی بے نظیر ترقی در حقیقت موعود اقوام عالم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس وحی کا اثر ہے جو بارش کی طرح نازل ہوئی۔ اور زمانہ جو مذاہب عالم کی طرف سے ... ندگی کر رہا ہے۔ اسے دنیا نے ... قبول نہیں کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سائنسی ترقی بھی اپنی بے نظیر افادیت کے باوجود ... معاشرہ میں مذہبی صداقتوں کو قائم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ جس سرعت کے ساتھ سائنس ہمیں سطح زمین سے اُٹھا کر چاند اور ستاروں کی ہمسائیگی ہونے کے قابل بنا رہی ہے۔ اسی نسبت سے انسان کی انسانیت اس سے چھن رہی ہے۔ اور قعر ذلت میں گر رہی ہے۔

بلا شبہ سائنس نے ہمیں مادیت کا عفریت بنا دیا ہے۔ لیکن انسان صرف مادیت کا ہی پیکر نہیں ہے بلکہ اس میں ایک روح بھی ہے جو اس کے جسم میں حرکت پیدا کرتی اور اسے چلاتی ہے اور جب روح کے نکل جانے کے کچھ عرصہ بعد جسم سڑنے لگتے اور جھلک ... وید پرکھیا نے لکھا ہے۔ چنانچہ ... نے بھی اب یہی صورت اختیار کر لی ہے اور ہمارے ہاتھ میں ایٹم اور

ہاتھیڈروجن بم دے دیئے ہیں۔ جنہیں تکھ نوع انسانی مدرح ہیچ اُٹھی۔ اور اِن اِن ... امن و شانتی ... کے نعرے لگا رہی ہے۔

پس ہمارے مدبرین سیاست سائنس کی بے نظیر انا دیت ... باوجود اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ سائنس ... مذہب جو اقدار کو انسان میں رائج کرنے ... قاصر ہے۔ اس لئے وہ ایک اور چیز ... کی تلاش میں دکھائی دیتے ہیں۔ جسے روحانیت کہتے ہیں۔

اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مذہب اور روحانیات حاضرہ ... جس طرح سیاست، سائنس اور حکومت کا ڈنڈا انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں میں کوئی نیک تبدیلی پیدا نہیں کر سکا۔ اسی طرح دور حاضرہ کے ... مذاہب بھی اس میدان میں بے بس دکھائی دے رہے ہیں۔ لہٰذا مذہب و ... سیاست اس میدان میں یکساں عجز دکھا رہے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مذہبی لوگوں کے ایمان و اعتقاد میں جو بے نظیر گراوٹ ہمیں دکھائی دے رہی ہے وہ غیر متوقع ... ہے۔ بلکہ مذاہب عالم نے آج سے سینکڑوں اور ہزاروں سال قبل عظیم الشان پیشگوئیاں اس کے متعلق بیان کر دی تھیں۔ زیادہ تفصیل کی اس جگہ گنجائش نہیں۔ تمام آسمانی مذاہب کسی نہ کسی رنگ میں اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں کہ جب مذہب ایمان اور روحانیات ... معاشرہ میں انتہائی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ اور انسان کے تمام ... اور جذبے ... دکھائی دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی (اوتار) کو مبعوث ... کر کے پھر سے نیکیوں کو دنیا میں قائم کیا کرتا ہے۔ اگرچہ ان تمام نبیوں اور اوتاروں کی اللہ تعالیٰ ... ان کے فرزندوں نے شدید ترین مخالفت کی جو مختلف اقوام و ممالک میں مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن بالآخر وہی غالب ہوتے رہے۔ اور دنیا والوں کو مجبور ہو کر ان مقدسین کی باتوں پر غور کرنا پڑا۔ اور ان کو قبول کیا گیا۔

آج بھی مذاہب عالم کی کتب میں بے شمار پیشگوئیاں دور حاضرہ کے متعلق موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے آج ہندو نہ کلنک اوتار، مسلمان امام مہدی، اور مسیح موعود، عیسائی یسوع مسیح، بدھ مذہب والے مہاتما بدھ ثانی اور سکھ بے رنگ مہاراج کے گورو کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔ اس کا جواب بھی مذاہب عالم کی نمائندگی کرنے والے "اسلام" نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ کے مقدس وجود میں دیا ہے۔ آپ حضرت محمد رسول اللہ (فداہ ابی وامی و روحی وجنانی) صلے اللہ علیہ وسلم کے حق کامل اور مطیع ہیں۔ تاریکی کے فرزندوں نے آپ کی بھی شدید مخالفت کی اسی طرح جس طرح رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت کرشن علیہ السلام اور حضرت رام چندر علیہ السلام کی شدید مخالفت کی گئی۔ لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مقدس مقام پر کھڑے ہو کر بنی نوع انسان تک پہنچایا۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی سے اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں جو سچا خدا اور قدیم اور غیر متغیر ہے اور کامل تقدس اور کامل علم اور کامل رحم اور کامل انصاف رکھتا ہے۔ اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کروں اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں۔ اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں، اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔ اس لئے ان روحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں مگر میں نے چاہا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے نوع انسان کی ہمدردی کروں؟

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۲)

یہ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں۔ ان کو ظاہر کروں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ نہ محض قال کے ذریعہ سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے۔ جو اب نابود ہو چکی ہے۔ اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگاؤں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا۔ بلکہ خدا کی طاقت سے ہو گا۔ جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔"

(لیکچر اسلام صفحہ ۴۲)

حضرت اقدس کی ان تحریرات میں روحانیت کے وہ تمام اجزاء بیان کر دیئے گئے ہیں جن کی تلاش و ضرورت ہمارے مدبرین سیاست کو ہے اور جس کے نہ ہونے سے آج ہمارا ہر مسئلہ الجھا ہوا ہے۔ مد تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے سرزمین ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

کیا مذہب بیسویں صدی کے مسائل حل کرنے کیلئے قاصر ہے؟ (بقیہ صفحہ ۲)

وہ اپنے ارد گرد دولت کے انبار لگا لینا چاہتا ہے مادی وسائل کو زیادہ سے زیادہ فراہم کرلینا چاہتا ہے اس کے باوجود اسے خوشحالی اور پُرامن زندگی کے چند سانس میسر نہیں جن کے لئے وہ ہر چند ہاتھ پاؤں مار رہا ہے لیکن بے سود۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ بیسویں صدی کے گوناگوں مسائل خود غرضی، مطلب براری اور مادہ پرستی کی جڑ سے پھوٹتے ہیں اس کے برعکس مذہب کی بنیاد ایثار و قربانی اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور مساوات کے بے نظیر جذبات پر رکھی گئی ہے۔ آج دنیا کی تباہی بربادی کے لئے ہر قسم کے سامان زیادہ سے زیادہ جمع ہو رہے ہیں لیکن بنی نوع انسان کے ساتھ محبت و خلوص اور ہمدردی کے تعلقات کو استوار کرنے کے لئے کسی جگہ بھی قابل ذکر سعی کام میں نہیں لائی جا رہی۔ جہاں کہیں اس نام کی کوئی حرکت دکھائی دیتی ہے اس کی تہہ میں بھی خود غرضی اور مطلب براری کی ستحق لپیٹیں ... دماغ کو بے سدھ کر دیتی ہیں۔ یہ مذہب ہی ہے جو انسان کو ہر قسم کے ذاتی جلب منفعت سے بالاتر ہو کر نوع انسان کے لئے بے لوث خدمت کا سبق دیتا اور اس کے لئے ایک شاہراہ کی نشاندہی کرتا ہے۔

پس موجودہ زمانہ کے حالات خواہ کسی طرح کے پیچیدہ کیوں نہ بن جائیں مذہب ہی وفادار ثابت ہوگا جس کے پاس ان سب خرابیوں کا صحیح مداوا ہے اور اس کے پاس ان سب پیچیدہ گتھیوں کا حل ہے اور وہ وقت دور نہیں جب دنیا اپنے سارے جتن کرنے کے بعد ناکام و نامراد ہو کر پھر مذہب کی طرف رجوع کرے گی اور اس کی گود میں نوع انسان کو سکھ چین اور ابدی راحت کے سامان حاصل ہوں گے۔ انشاء اللہ

نسلی امتیاز اور عدم مساوات (بقیہ صفحہ اول)

کہ وہ نسلی امتیاز کا دشمن ہے اسلام نسلی امتیاز کو ختم کرتا ہے۔ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے متعلق فرمایا ہے۔

بعثت الی احمر و اسود

کہ میری بعثت سفید فام کی طرف بھی ہے اور سیاہ فام کی طرف بھی۔ آنحضرت صلے اللہ وسلم نے اپنے اسوہ مبارکہ سے دنیا کی رہنمائی اس زریں اصل کی طرف فرمائی کہ یہ امتیازات لونی، نسلی و قبائلی ایک نہ ایک دن تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہوتے ہیں اسلام نے کسی قوم کی برتری و فضیلت کا معیار صرف تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ اسلام کی یہ وہ عظیم الشان فضیلت ہے جس سے افادی حیثیت کا اعتراف معاندین اسلام بھی کر رہے ہیں چنانچہ مشہور لبنانی مسیحی مورخ ڈاکٹر ... تحریر کرتا ہے۔

"وقد ادرك الاسلام نجاحا لم يتحقق لدين آخر من اديان العالم في القضاء على فوارق الجنس واللون والقومية"

(تاریخ العرب ص ۱۸۷)

یعنی رنگ و نسل اور قومیت کے امتیاز کو کلیتہً ختم کرنے میں جو غیر معمولی کامیابی مذہب اسلام کو ہوئی ہے وہ کسی دوسرے مذہب کو حاصل ہوئی ہے؟

والفضل ما شهدت به الاعداء۔

درخواست دعا۔ خاکسار ایک عرصہ سے بعارضہ ذیابیطس اور بواسیر سخت بیمار ہے علاج ہو رہا ہے۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے خاص فضل سے جلد سے جلد شفا کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سے قبل اس کی سو فی صدی ادائیگی کی جانی ضروری ہے

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اب صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں امید ہے کہ احباب جماعت اس میں شرکت کی تیاری کر رہے ہوں گے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کے لئے دعائیں فرمائی ہیں۔

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندوں میں سے ہے جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا $\frac{1}{120}$ حصہ مقرر ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ازبس ضروری ہے تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بر وقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

جلسہ سالانہ کی مد میں اب تک وصولی کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد جماعتہا نے احمدیہ ہندوستان نے تاحال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے ابھی تک اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران مال اور مبلغین صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

تمام عہدیداران مال کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی سو فی صدی وصولی کر کے جلد رقوم مرکز میں بھجوا سکیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ضرورت واقفین زندگی معلّمین وقف جدید

سلسلہ کی خدمت کرنے کے خواہشمند نوجوان جو اپنی زندگیاں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف کریں جو مڈل یا انٹرمیڈیٹ تک تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم، مسائل دینی، عقائد جماعت سے واقفیت رکھتے ہوں کی ضرورت ہے۔ ایسے دوست اپنی درخواستیں اپنے تعلیمی کوائف عمر و تجربہ کے ساتھ مقامی جماعت کے صدر یا امیر کی تصدیق کے ساتھ بھجوا دیں انتخاب ہو جانے پر ان کو فی الحال ساٹھ روپے ماہوار الاؤنس بالمقطعہ دیئے جائیں گے۔

ایسی درخواستیں ۱۵ ستمبر ۶۶ء تک ذیل کے پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

فہرست پیش ہونے پر حضور ایدہ اللہ نے دعا فرمائی

اُن احباب کی فہرست جنہوں نے پہلی مرتبہ چندہ وقف جدید کا وعدہ کیا ہے یا وہ اصحاب جنہوں نے اپنے چندہ وقف جدید کو دوگنا کر دیا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور فہرست پیش ہونے پر حضور نے دعا فرمائی۔ اور "جزاہم اللہ" تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جملہ وعدہ کنندگان کے اموال اور نفوس میں برکت دے۔ اور ان کی تمام نیک خواہشات کو اپنے فضل سے پورا کر دے۔

اب حضور کی خدمت میں دوسری فہرست بھی ارسال کی جا چکی ہے۔ اور تیسری فہرست زیر ترتیب ہے۔ وہ احباب جنہوں نے اب تک اپنے وعدے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر دو گنے نہیں کئے ہیں براہ کرم جلد توجہ فرماویں۔

مرزا وسیم احمد

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

تحریک جدید کا مالی جہاد

اس میں شمولیت کا طریق اور شرائط

تحریک جدید کا عظیم الشان مالی جہاد ۳۵-۱۹۳۴ء سے شروع ہے۔ ابتدائی دس سالوں میں حصہ لینے کی سعادت پانے والے دفتر اوّل کے مجاہدین کہلاتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ قربانی آج تک کرتے چلے آ رہے ہیں۔

دفتر دوئم

نمبر۱۔ جو ابتدائی دس سالوں میں حصہ نہیں لے سکے ان کے لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفتر دوئم جاری فرمایا جس میں شمولیت کے لئے حسب ذیل شرائط مقرر فرمائیں:۔

ابتداء میں کم از کم شرح چندہ مبلغ ۵/- روپے سالانہ مقرر کیا گیا لیکن رفتہ رفتہ پسندیدہ قربانی یہ مقرر کی گئی کہ:۔

وعدہ کی مقدار سالانہ آمد کے $\frac{1}{6}$ حصہ کے برابر ہونی چاہیئے۔ بالفاظ دیگر ایک صد روپیہ ماہوار آمد رکھنے والے کو چاہیئے کہ کم از کم ۲۰/- روپے سالانہ چندہ لکھوائے تاہم دس روپے سے کم کوئی وعدہ نہیں ہونا چاہیئے۔

نمبر۲۔ اعلیٰ درجہ کا اخلاص رکھنے والوں کو اعلیٰ ترین قربانی کا نمونہ دکھانا چاہیئے۔

نمبر۳۔ طلباء کو بھی اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ ان کا جیب خرچ ماہوار آمد کے طور پر متصور ہوگا۔

نمبر۴۔ مستورات کی آمد اس چندہ کے لحاظ سے وہ خرچ ہے۔ جو اُن کے خاوندوں یا والدین کی طرف سے ملتا ہے۔

نمبر۵۔ غیر از جماعت والدین کی طرف سے بھی حصہ لیا جا سکتا ہے۔

نمبر۶۔ دس روپیہ سے کم کوئی وعدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ البتہ بچوں اور خواتین کی طرف سے دس روپیہ سے کم بھی چندہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

نمبر۷۔ وعدہ سال کے کسی حصہ میں کیا جائے۔ وہ بہرحال اکتوبر کی ۳۱ تاریخ سے پہلے ادا کرنا ضروری ہوگا۔

"انیس ۱۹ سالہ کتاب دفتر دوئم میں شمولیت"

۴۵-۱۹۴۴ء تا ۶۳-۱۹۶۲ء کے عرصہ میں جو افراد باقاعدہ دفتر دوئم میں شامل نہیں رہے وہ اب بھی اُنیس سال پورے کر کے اور بقایا کی رقم یکمشت یا قسط وار ادا فرما کر دفتر دوئم کے باقاعدہ مجاہدین بن سکتے ہیں۔ اور کتاب مذکورہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ یکم نومبر ۱۹۶۵ء سے پہلے وہ دفتر دوئم میں کم از کم ۳ سال تک حصہ لیتے رہے ہوں۔ اس سلسلہ میں اپنی جماعت کے سیکرٹری تحریک جدید سے اولین موقعہ پر رابطہ قائم کر کے اپنے حساب چندہ بے باق کر دیں۔ مبادا آپ یادگاری کتاب میں شمولیت سے محروم ٭ ٭ رہ جائیں۔

دفتر سوئم کا اجراء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم نومبر ۱۹۶۵ء سے دفتر سوئم کے اجراء کا اعلان فرمایا ہے۔

جو افراد دفتر دوئم میں شامل نہیں ہو سکے۔ انہیں دفتر سوئم میں شامل ہونا چاہیئے۔

دفتر سوئم کا سال بھی یکم نومبر سے ۳۱ اکتوبر تک متصور ہوگا۔ احباب مطلع رہیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خبریں

ٹوکیو۔۲۹ر اگست۔ بھارتی سفارتخانہ نے جاپانی اخبارات میں نیو چائنا خبر رساں ایجنسی کی شائع شدہ اس خبر کو غلط قرار دیا۔ کہ بھارت پاکستان کی سرحدوں کے قریب ٹینک جنگ کی مشقیں کر رہا ہے۔ چینی خبر رساں ایجنسی نے پاکستانی اخبار ڈان کے حوالہ سے یہ خبر دی تھی۔ بھارتی سفارت خانہ نے کہا ہے کہ یہ الزام مغربی و مشرقی پاکستان میں چین کی مدد سے کی جا رہی فوجی تیاریوں پر پردہ ڈالنے کے لئے لگایا جا رہا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ چین سے پاکستان کو بے شمار ٹینک اور جنگی جہاز بھی مل رہے ہیں۔

نئی دہلی ۲۹ر اگست۔ آج لوک سبھا میں شری کامتھ کی طرف سے کچھ سرحد پر پاکستانی فوجوں کے مبینہ اجتماع کا معاملہ اٹھایا گیا سوال کچھ کے ٹربیونل کے کام کی رفتار ترقی کے متعلق تھا۔ شری کامتھ نے دریافت کیا کہ کیا پاکستان کچھ سندھ سرحدی جمعیت میں اضافہ کر رہا ہے۔ اور کیا کچھ ٹربیونل جنیوا میں بیکار کا مشغلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ اگر پاکستان نے رن آف کچھ میں فوجیں داخل کیں تو کیا بھارت سرکار کمیشن کو نظر انداز کرتے ہوئے طاقت کا جواب طاقت سے دینے کو تیار ہے۔ شری سورن سنگھ نے کہا کہ یہ ضمنی سوال بنیادی سوال سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ شری سورن سنگھ نے شری بھگوت جھا آزاد کو یقین دلایا کہ برطانیہ کی طرف سے کچھ کے معاملہ میں پاکستان کی امداد کئے جانے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

نئی دہلی ۲۹ر اگست۔ بھارت نے پاکستان کا ایک پروٹسٹ نوٹ بے بنیاد قرار دے کر مسترد کر دیا ہے۔ جس میں جموں و کشمیر کے محکمہ منتری کو قتل کرنے کی کوشش کے الزام میں پاکستانی افسروں کے خلاف چل رہے مقدمہ کے طریق کار پر حرف گیری کی گئی تھی۔

امرتسر ۲۹ر اگست۔ آج واگھہ سرحد پر بھارتی اور پاکستانی پولیس افسروں کی میٹنگ ہوئی جو تین گھنٹے تک جاری رہی۔ یہ بڑے دوستانہ ماحول میں ہوئی۔ اور بھارتی پولیس افسروں نے پاکستان کو بارہ مویشی واپس کئے جبکہ پاکستان نے چھ مویشی بھارتی حکام کے حوالے کئے۔ یہ بھٹک کر ایک دوسرے ملک میں داخل ہو گئے تھے۔ دونوں طرف کے پولیس افسروں نے نقل و حرکت کے متعلق گراؤنڈ رولز کی پوری پابندی کرنے کا یقین دلایا۔ اور سمگلروں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھنے کا فیصلہ ہوا۔

جموں ۲۹ر اگست۔ جموں و کشمیر جن سنگھ ورکنگ کمیٹی نے پاکستانی مقبوضہ کشمیر سے ہزاروں لوگوں کا پونچھ و راجوری کے سرحدی ضلعے میں بے روک ٹوک داخلے پر گہری تشویش ظاہر کی۔

نئی دہلی ۲۹ر اگست۔ آج لوک سبھا میں شری سنگھوی کے سوال کے جواب میں بتایا گیا کہ چین کی طرف سے اس کی فوجی طاقت کے اضافہ کے نتیجہ کے طور پر بھارت کی سلامتی کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس پر بھارت کی فوج کے اعلیٰ کمانڈروں کی کمیٹی غور کر رہی ہے۔ وہی اس سلسلہ میں جوابی اقدامات کی سفارش کرے گی۔ ڈاکٹر سنگھوی نے حکومت کی توجہ امریکہ کے وزیر دفاع مسٹر میکنمارا کے بیان کی طرف دلائی تھی کہ چین دس برس کے عرصہ میں ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک مار کرنے والے میزائل تیار کر لے گا۔ اور کہ وہ دو برس کے اندر اندر ہوائی جہازوں سے ایٹم بم پھینکنے کے قابل ہو جائے گا۔

پیکن ۲۹ر اگست۔ آج پیکن میں چین کی خاص والنٹیئر جماعت ریڈ گارڈ (سرخ محافظوں) نے روسی سفارت خانہ کے باہر سہ روزہ مظاہرہ شروع کر دیا۔ وہ روس کی پالیسیوں کی مذمت کر رہے تھے۔ اور نعرے لگا رہے ہیں۔ انہوں نے چینی کمیونسٹ ماؤزے تنگ کی فوٹو اٹھا رکھی تھی۔ یہ مظاہرہ روس سے پروٹسٹ کے خلاف ہو رہا ہے جو کہ اس نے سرخ محافظوں کے ہاتھوں روسی سٹریٹ کو ہاربیٹ کئے جانے کے خلاف کیا تھا۔ چینی پولیس اس وقت موجود تھی۔ اور نئی دہلی گلیوں میں تماشائیوں کی بھاری تعداد موجود تھی

نئی دہلی ۲۹ر اگست۔ منصوبہ بندی مرکزی وزیر شری اشوک مہتہ نے آج پارلیمنٹ میں چوتھے پنجسالہ منصوبے کا مسودہ پیش کیا۔ اس کے مطابق جون ۱۹۶۶ء کی قیمتوں کی بنیاد پر پلان پر کل ۲۳۷۵۰ کروڑ روپے خرچ ہونگے ستمبر ۱۹۶۵ء میں پلان میں اخراجات کا کل اندازہ ۲۱۵۰۰ کروڑ روپیہ کے لگ بھگ کیا گیا تھا۔ چوتھے پنجسالہ منصوبے کے مسودے میں جن مقاصد میں یقین کا اعادہ کیا گیا ہے۔ وہ ہیں اقتصادی طور پر خود کفیل ہونا۔ معیشت کی ترقی کی کافی اور مناسب اور ایک سوشلسٹ سماج کے قیام کی جانب تیز تر رفتار ترقی۔ یہی مقاصد گذشتہ پانچسالہ منصوبوں میں بھی مدنظر رکھے گئے تھے۔

امرتسر ۲۹ر اگست۔ سرحدی علاقوں کا دورہ کرنے والے نامہ نگاروں کو اعلیٰ فوجی حکام نے بتایا ہے کہ پاکستان نے تاشقند معاہدہ کی خلاف ورزی کرکے نہر اچھوگل کے اس پار پھر فوجیں تعینات کر دی ہیں۔ ان نامہ نگاروں میں سے یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا کے نامہ نگار نے اپنی تفصیلی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مغربی پاکستان کی ساری سرحد کے ساتھ ساتھ پاکستانی فوجوں کے اجتماع کی وجہ سے پنجاب کے سرحدی علاقوں میں تناؤ پیدا ہو رہا ہے۔ کئی جگہوں پر سرحدی باشندوں نے بھارتی اور غیر ملکی نامہ نگاروں کو بتایا کہ پچھلے ایک ماہ سے رات کو وہ پاکستان کی بھاری فوجی گاڑیوں کی نقل و حرکت کی آوازیں سنتے ہیں اور انہیں پاکستان کی طرف سے فوجی مقاصد کے لئے کی جانے والی روشنی کی شعاعیں نظر آتی ہیں تاہم اس کے باوجود سرحدی لوگوں کے حوصلے نہایت بلند ہیں۔

اعلان

پچھ عرصہ ہوا ہے کہ مکرم سید عبدالقادر عرف پاشا صاحب پسر مکرم سید مدار صاحب صدر جماعت احمدیہ شیموگہ (میسور) نے ایک رشتے کے لالچ میں آ کر اپنی اہلیہ سمیت اخبار آزاد ونبگلور میں اپنے ارتداد کا اعلان شائع کروا دیا تھا۔ جس پر نظارت ہذا کی طرف سے اخبار بدر کے ذریعہ احباب جماعت کو مطلع کر دیا گیا تھا کہ چونکہ یہر دو دوست از خود جماعت سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے کوئی احمدی دوست ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے۔

اب ان ہر دو میاں بیوی کی طرف سے معافی کی درخواستیں موصول ہونے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ ترحم انہیں معافی عطا فرما دی ہے اور اب ان سے میل ملاقات پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ فقط

ناظر امور عامہ قادیان

تصحیح

محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل کے مضمون کی قسط نمبر ۲ مطبوعہ بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۶۶ء کے صفحہ ۵ کالم نمبر ۳ سطر ۱۷ میں الیاس کی بجائے ادریس پڑھا جائے۔ اسی طرح صفحہ ۶ کالم ۲ سطر ۲۳ کو اس طرح پڑھا جائے۔

جال میں پڑنے سے بچنا بھی محال ہے

احباب اس کے مطابق تصحیح فرمائیں۔ (ادارہ)